833

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال13-2012

مطالبات زر برائے سال13-2012 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو54لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 1 تا9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب 95کروڑ98 لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012جلد اول کے صفحات 11تا48ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ74لاکھ46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012جلد اول کے صفحات49 تا63ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو20کروڑ9لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات65 تا74ملاحظہ فرمائیں۔

اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

834

مطالبہ نمبر PC-21005

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 82 کروڑ 28 لاکھ 64 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-2012 جلد اول کے صفحات 75تا98 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21006

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 12 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 99تا109 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21007

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10 کروڑ 49 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 111تا125 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21008

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 37 کروڑ 57 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 127تا153 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21009

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب 22 کروڑ 96 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 155تا 290 ملاحظہ فرمائیں۔

فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-21010

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22-ارب 65 کروڑ 2 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 307 تا 751 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7-ارب 37 کروڑ 59 لاکھ 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 753 تا 811 ملاحظہ فرمائیں۔

835

مطالبہ نمبر PC-21012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5-ارب 28 کروڑ 6 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 813 تا 850 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 61-ارب 50 کروڑ 88 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 851 تا 936 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21014

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 57 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 937 تا 950 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21015	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 29۔ ارب 42 کروڑ 56 لاکھ 80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 951 تا 1187 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 36۔ ارب 80 کروڑ 70 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 2013-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات" صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1 تا 312 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21017	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ ارب 61 کروڑ 91 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 313 تا 352 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5۔ ارب 56 کروڑ 28 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 353 تا 470 ملاحظہ فرمائیں۔

836

مطالبہ نمبر PC-21019	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 39 کروڑ 68 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 471 تا 486 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21020	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ ارب 90 کروڑ 5 لاکھ 98 ہزار	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات

	روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	487تا602ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 14کروڑ27لاکھ2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 603تا625ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب20کروڑ70لاکھ76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 627تا679ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21023	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب92کروڑ44لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 681تا778ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21024	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب15کروڑ91لاکھ86ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 779تا825ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21025	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب33کروڑ13لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 827تا876ملاحظہ فرمائیں۔

837

مطالبہ نمبر PC-21026

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 32 کروڑ 29 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 877تا893 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21027

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 28 کروڑ 74 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 895تا908 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21028

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 55۔ارب 73 کروڑ 62 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 915تا920 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21029

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 14 کروڑ 65 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 921تا944 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21030

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 34۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 945تا949 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21031

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔کھرب 17۔ارب 26 کروڑ 72 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 951تا1125 ملاحظہ فرمائیں۔

کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-21032

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ11لاکھ72ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1127تا1141ملاحظہ فرمائیں۔

838

مطالبہ نمبر PC-13033

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب16۔ارب 17 کروڑ97لاکھ 94ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلےاور چینی کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1143تا1161ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13034

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2کروڑ68لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورزاور کوئلے کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1163تا1173ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13035

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب
کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1175تا1179ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13050

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب50کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1205تا1209ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب65۔ارب67کروڑ8

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات)

PC-22036	لاکھ38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	برائے سال13-2012جلد اول کے صفحات 1تا834ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12037	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو19۔ارب83کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات 1تا41ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12038	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3کروڑ90لاکھ38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات43تا46ملاحظہ فرمائیں۔

839

مطالبہ نمبر PC-12040	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو1۔ارب50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات47تا50ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12041	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو32۔ارب 4کروڑ50لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012 جلد دوم کے صفحات 51تا159ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12042	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو30۔ارب 91 کروڑ51 لاکھ24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 13-2012جلد دوم کے صفحات161تا381ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12043	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب 94 کروڑ73 لاکھ68ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 383تا396 ملاحظہ فرمائیں۔

841

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

منگل،19۔ جون2012

(یوم الثلاثہ،28۔ رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر15منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝۴۱ وَّ
سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۴۲ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓىِٕكَتُهٗ
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝۴۳
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ۝۴۴

سُوْرَةُ الأحزَاب آیات 41 تا 44

اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو(41)اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو(42)وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اوراس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے(43) جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے)سلام ہو گا اوراس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے(44)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضورؐ ہم سے خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرہ باطن سنوار لیں
ابوبکرؓ سے کچھ آئینۂ عشق و وفا کے لا
دنیا بہت ہی تنگ مسلمان پر ہو گئی
فاروقؓ کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا
مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
دروازہ علیؓ سے یہ خیرات جا کے لا
باطل سے دب رہی ہے پھر اُمت رسولؐ کی
منظر ذرا حسینؓ سے پھر کربلا کے لا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر اجازت ہو تو میں نے بھی کچھ گزارشات کرنی ہیں۔

جناب سپیکر: آج کی تمام تحاریک استحقاق 20 تاریخ تک کے لئے پہلے ہی ملتوی ہو چکی ہیں اور اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

احتجاجی ریلیوں سے پنجاب میں لوڈ شیڈنگ کی آڑ میں وفاقی وزراء، ایم این ایز کے گھروں پر حملے اور پُر تشدد واقعات

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! کل پورے پنجاب کے اندر لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے جو پر تشدد واقعات ہوئے، جس طرح سے پیپلز پارٹی اور اس کے اتحادیوں کے گھروں پر organize طریقے سے حملے کروائے گئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈ شیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ کو جواب کا حق حاصل ہے۔ قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک منچلے وزیر اعلیٰ کا یہ اشتہار لگا ہوا ہے اور اس اشتہار میں لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ آپ سڑکوں پر آئیں، جب لوگ سڑکوں پر آتے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈ شیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ ان کی بات سنیں اس کے بعد آپ کو جواب دینے کا حق حاصل ہے۔ یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایسے نہ کریں اور ان کی بات سنیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈ شیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آپ پہلے ان کی بات سنیں پھر اس کے بعد آپ کو اس کا جواب دینے کا پورا حق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ---

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!اگر مجھے یہاں پر بات نہ کرنے دی گئی تو پھر یہاں پر وزیر اعلیٰ بھی نہیں بول سکیں گے۔وہ کوئی افلاطون نہیں ہے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب والا!میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس issue پر ان کا ایک سیاسی موقف ہے، میں یہ کہوں گا کہ اس کے لئے باہر میڈیا ان کے لئے available ہے وہ وہاں پر ضرور اپنی بات کریں لیکن وہ یہاں پر اس House کے ماحول کو کشیدہ نہ کریں کیونکہ جس اذیت ناک لوڈ شیڈنگ سے لوگ دوچار ہیں میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ چوری اور سینہ زوری دونوں اکٹھے نہیں چل سکتے۔آپ چوری بھی کریں، آپ ظلم بھی کریں،آپ لوگوں کے کاروبار، گھر کا سکون بھی برباد کریں اور پھر point scoring کریں یہ کام نہیں ہو سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:نہیں جو اصل بات انہوں نے کی ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):اس لئے یہ ایسی بات باہر کریں۔یہاں پر بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر:مہربانی۔اصل بات یہ ہے کہ وہ جو بات کر رہے ہیں---

محترمہ انجم صفدر:جناب والا!پنجاب میں 22 گھنٹے کی جو لوڈ شیڈنگ ہو رہی پہلے اس کو بند کریں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔آپ مجھے بات کرنے دیں گے یا نہیں؟ راجہ صاحب!میرے خیال میں آپ اسے wind up کریں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں بھی اس معزز ایوان کا ممبر ہوں رانا ثناء اللہ خان مجھے تعلیم نہ دیں مجھے پتا ہے کہ میں نے کہاں پر کیا بات کرنی ہے ابھی وزیر اعلیٰ جب بات کریں گے تو ہم بھی یہی طریقہ اختیار کریں گے۔

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)
(نعرہ ہائے تحسین)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: اگر ان کے بس میں ہو تو میں ابھی ان کو بند کرنے کے لئے کہہ دوں، دیکھیں آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! پنجاب میں ظلم ہو رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!.Order in the House تشریف رکھیں۔ ان کی بات سننے دیں۔ اپنی بات کرنے کا ان کو حق حاصل ہے۔ مہربانی فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! خدا خدا کر کے آج قائد ایوان بھی یہاں ایوان میں تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے آج دیکھا ہے وہ تو کل بھی آئے تھے۔ ایک دن پہلے بھی آئے تھے۔ آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ آج آئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں صرف ان معزز ممبران کو آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے یہ مجھے نہ بولنے دیں۔

جناب سپیکر: کیوں نہ بولنے دیں؟ آپ کو بات کرنے کا حق ہے۔ آرڈر پلیز۔ آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اگر مجھے نہیں بولنے دیں گے تو پھر کیا قائد ایوان بات کر سکیں گے؟

جناب سپیکر: آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر راناثناء اللہ صاحب اشارہ کر کے کہہ سکتے ہیں کہ شور مچائیں تو مجھے بھی اشارہ کرنا آتا ہے، میں بھی اشارہ کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں یہ اچھی بات نہیں ہے، آپ سمجھداری کا ثبوت دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے، اب پورے پنجاب کے اندر نہروں میں پانی نہیں ہے فصل سر پر کھڑی ہے اور زمینداروں کو پانی نہیں مل رہا تو کیا ہم بھی لوگوں کو لے کر مسلم لیگ (ن) کے لوگوں کے گھر جلانا شروع کر دیں؟

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اشتہار دیا کہ ریلیاں نکالیں، جلوس نکالیں پانچ دس ہزار آدمی اکٹھا ہو اور پھر انہوں نے جو لیپ ٹاپ دیئے ہیں ان کے ذریعے لوگوں میں یہ شعور آئے کہ پانچ دس ہزار آدمی۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن انہوں نے توڑ پھوڑ کا کہیں نہیں کہا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کیسے ممکن ہے کہ جب پانچ دس ہزار آدمی اکٹھا ہو جائے تو پھر وہ توڑ پھوڑ نہ کرے یا پھر اسے پولیس روک سکے۔بنیادی طور پر پہلی بات یہ ہے کہ لوگوں کو کیوں اکٹھا کیا جاتا ہے؟

معزز ممبران حزب اقتدار: بجلی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے بعد میں ان کو بھی موقع دینا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہمارے ساتھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب بیٹھے ہیں کل ان کے گھر پر حملہ ہوا ہے، ہمارے ایم این اے زاہد پرویز صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے، ساہیوال میں ہمارے ذکی چودھری صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے، آج صبح ریاض فتیانہ صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے وہاں پر انہوں نے فائرنگ کی اور ابھی خبر آرہی تھی کہ ایک آدمی وفات پا گیا ہے اور آٹھ زخمی ہوئے ہیں۔کل خانیوال میں ہراج فیملی کے گھر پر حملہ ہوا ہے۔پہلے تو میں یہ بات نہیں مانتا کہ یہ وفاقی حکومت کے ذمے ہے بلکہ چار سال سے صوبائی حکومتوں کے ذمے ہے لیکن ہمارے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کہا ہے کہ میری آنیاں جانیاں دیکھیں۔ پنجاب حکومت ایک میگاواٹ بجلی پیدا نہیں کر سکی۔ یہ چائنا گئے، ترکی گئے اور سب کچھ کیا ہے لیکن رزلٹ صفر ہے اور پنجاب حکومت ایک میگاواٹ بجلی بھی

پیدا نہیں کر سکی لیکن وفاقی حکومت نیشنل گرڈ میں 3600 میگاواٹ بجلی لائی ہے۔ اس کے باوجود یہ صوبوں کی ذمہ داری ہے انہیں این ایف سی ایوارڈ میں اربوں روپے زیادہ مل رہے ہیں تو وہ پیسے کدھر جا رہے ہیں؟ میں نے کہا تھا کہ تنور میں پیسے پھینک دیں، میں نے کہا تھا کہ لیپ ٹاپ میں پیسے پھینک دیں؟ یہ کنیئرڈ کالج کی بچیوں کو جن کے پاس پہلے چھ چھ کاریں اور دس دس لیپ ٹاپ ہیں وہاں جا کر کنیئرڈ کالج کی بچیوں کو لیپ ٹیپ دینے کی بجائے بیس یا چالیس میگاواٹ بجلی پیدا کرتے اور کہتے کہ ہم نے چالیس میگاواٹ پیدا کر لئے ہیں اور پانچ سالوں میں اتنے مزید کر لیں گے لیکن انہوں نے تو ایک میگاواٹ بھی بجلی پیدا نہیں کی اور یہ پنجاب حکومت کا اشتہار ہے کہ اکٹھے ہوں اور اکٹھے ہونے کے بعد راجہ ریاض کے گھر کو آگ لگا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): کیا راجہ ریاض کے گھر کو آگ لگانے سے بجلی آ جائے گی، کیا کسی غریب کا موٹر سائیکل جلانے سے بجلی آ جائے گی؟ اگر میاں محمد شہباز شریف صاحب غریب کا موٹر سائیکل جلا کر، غریب کی قسطوں کی کار جلا کر بجلی پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس طریقے پر میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ کیا طریقہ ہے اور ہم نے کیا قصور کیا ہے؟ کل اس بے چارے کا کروڑوں روپے کا نقصان کر دیا گیا ہے اس کا کیا قصور ہے؟ اس کا قصور یہی ہے کہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے، ان کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے۔ اب نہروں میں پانی نہیں آ رہا ہے کل میں لوگوں کو پکڑوں اور جا کر ان کا گھر جلا دوں۔ یہ قومی مسئلے ہیں اور پوری قوم نے بیٹھ کر ان کو حل کرنا ہے۔ یہ کسی ایک کے بس کی بات نہیں ہے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ روّیہ کہ اشتہار چھاپ دیں، لوگوں کو سڑکوں پر لانا اور پھر کہنا کہ آپ کنٹرول میں رہیں۔ پتا نہیں انہوں نے ان کو کون سی ایجوکیشن دی ہے؟ چیچہ وطنی میں ہمارا ایم این اے زاہد اقبال ہے پہلے اس کے گھر گئے، پھر اس کے سی این جی پمپ پر گئے پھر پٹرول لے کر اس کی بیوی اور بچوں کو جلانے لگے تو بڑی مشکل سے محلے داروں نے بچایا۔ اسی طرح ہراج فیملی کے گھر پر حملہ کیا گیا وہ صرف ہمارے اتحادی ہیں۔ ایک غریب دکاندار کی دکان اس کا پورا asset ہوتا ہے اس کی دکان لوٹ کر آگ لگا دی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اس اشتہار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میرے گھر کو تحفظ دینا اور اس ایوان کے تمام ممبران کو تحفظ دینا اس صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کا فرض ہے اور انہوں نے اپنا فرض پورا کرنے کی بجائے یہ اشتہار دیا ہے۔ یہ اشتہار فیصل آباد میں چھپا ہے کہ دس ہزار آدمی اکٹھا ہو گا، اگر میرے گھر پر گیا، میرے گھر کو نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہوں گے۔

پولیس نے مجھے خود بتایا کہ ہمیں حکم ہے کہ آپ نے لاٹھی چلانی ہے، آنسو گیس پھینکنی ہے اور نہ گولی چلانی ہے۔سب سے بنیادی طریقہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اکٹھا نہ ہونے دیں لیکن ان کا حکم ہے کہ ان کو اکٹھے ہونے سے نہیں روکنا۔کل ٹرین جلادی گئی، جب انڈیا پاکستان بنا اس وقت ٹرینیں جلائی گئی تھیں اب پھر کل ٹرین جلادی گئی کیا وہ ٹرین میری تھی، کیا وہ ٹرین یوسف رضا گیلانی کی تھی؟ وہ ٹرین پاکستان کی ہے اور پاکستان کے ایک صوبے کا وزیر اعلیٰ یہ اشتہار چھاپ کر لوگوں کو کہہ رہا ہے کہ آپ سڑکوں پر آئیں، املاک کو، غریبوں کے موٹر سائیکلوں کو، غریبوں کی کاروں کو آگ لگادیں، یہ وزیر اعلیٰ ہیں۔ہم نے ہمیشہ برداشت کیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ تشریف رکھیں، قائد ایوان بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: ذرا ان کی بات سن لیں۔پھر آپ کو floor دیتا ہوں۔جی، قائد ایوان! (نعرہ ہائے تحسین)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیر آیا شیر آیا کی نعرہ بازی)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار خالد سلیم بھٹی: وہ رپٹ رقیبوں نے نہیں بلکہ متاثرین نے لکھوائی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔سردار صاحب! تشریف رکھیں۔آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! آج پاکستان لوڈ شیڈنگ کے ہاتھوں بدترین مسائل میں گھرا ہوا ہے۔میں سب سے پہلے آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پچھلے دو تین دنوں میں پاکستان کی تاریخ میں جو بدترین لوڈ شیڈنگ ہوئی ہے، اس کے نتیجے میں بدقسمتی سے جن معزز گھروں میں کسی نے حملے کئے پوری قوم کو ان کی مذمت کرنی چاہئے، اس ایوان کو مذمت کرنی چاہئے۔اس میں ساہیوال میں sitting minister ملک ندیم کامران کے گھر میں بلوا ہوا، ان کے گھر کے اندر توڑ پھوڑ کی گئی اور مجھے یہ کسی اور نے نہیں بتایا

بلکہ انہوں نے خود اپنی زبانی بتایا ہے۔اگر خدانخواستہ خدانخواستہ ان بلوؤں کے پیچھے کوئی خفیہ ہاتھ یا کوئی سرکاری ہاتھ ہوتا تو ملک ندیم کامران کے گھر کوئی حملہ کر سکتا تھا؟ اپنی بات شروع کرنے سے پہلے یہ کہوں گا کہ جس اشتہار کی بات معزز قائد حزب اختلاف کر رہے ہیں میں نے اس اشتہار کے ذریعے نہیں بلکہ میں نے جلسوں، احتجاجی ریلیوں، پریس کانفرنس اور T.V Talk Shows میں پوری قوم کو ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں اس احتجاج میں آپ کے ساتھ شامل ہوں لیکن آپ اس احتجاج کو پُرامن رکھیں۔ میں آج اس خُدائے بزرگ و برتر کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس احتجاج میں عوام کے ساتھ ہوں، علی بابا چالیس چوروں کے ساتھ نہیں ہوں لیکن میں نے عوام سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ احتجاج کو پُرامن رکھیں۔ میں نے کہا کہ میری آپ سے التجا ہے، میں خُدا کے نام پر آپ سے منت کرتا ہوں کہ آپ احتجاج پُرامن رکھیں۔اس کے لئے انتظامیہ اور پولیس کو ہدایت کی گئی کہ آپ سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر اس احتجاج کو پُرامن رکھنے کی بھرپور کوشش کریں گے لیکن جن لوگوں کے گھروں میں آج چولہا ٹھنڈا ہو گیا، جن لوگوں کے گھروں میں ایک وقت کی روٹی ختم ہو گئی اور رات کو لوڈ شیڈنگ کے ہاتھوں ان کو نیند نہ آئے تو پھر وہ احتجاج کے لئے سڑکوں پر آئیں گے۔ وہ اپنے حق، روزی پنکھے اور اپنے بچوں کو دودھ دینے کے لئے احتجاج کریں گے۔ ہم لوگ ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر ان پر گولی چلانے کا حکم دیں، میں مر تو جاؤں گا لیکن ان کے اُوپر گولی نہیں چلاؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ یہی چاہتے ہیں کہ میں ان نہتے لوگوں پر گولی چلاؤں جو اپنی بھوک سے تنگ آ کر اور روزگار چھن جانے کی وجہ سے احتجاج کے لئے سڑکوں پر آئیں۔ خدانخواستہ کوئی لاش گرے اور اس ملک کے اندر ہر چیز تہہ و بالا ہو جائے میں ایسا نہیں کر سکتا۔آج چار سال بعد ملک کو اندھیروں میں دھکیلنے کے بعد یہ مجھے ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کہ بجلی پیدا نہیں کی، یہ صوبوں کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کہ بجلی پیدا نہیں کی گئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ سب جھوٹ ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! کل ڈی ایس پی کی قیادت میں میرے گھر کو نقصان پہنچایا گیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔ سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

Order please, order please. No cross talk. آپ بیٹھ جائیں، محترمہ! آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! آج میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو چند حقائق بتانا چاہتا ہوں۔ اس وقت تاریخ کی بد ترین لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ آج میں چند حقائق سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پولیس گردی کے بارے میں بھی بتائیں۔ چودھری شجاعت حسین کا فارمولا اپنائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی کر کے قائد ایوان کو interrupt نہ کریں۔ دیکھیں، یہ بات مناسب نہیں ہے۔ آپ جو کام کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے رینٹل پاور پراجیکٹس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بارے میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے یہ کہا کہ 113۔ارب روپے کا پاکستان کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ Rental Power Projects, Thermal Power Project and IPP's کے حوالے سے میں انتہائی ذمہ داری سے اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے چونسٹھ سالوں میں آج تک پاکستان کے اندر جتنے بجلی کے منصوبے لگے ہیں اور ان کی جتنی capacity ہے اگر ان کے لئے پیسے مہیا کر دیئے جائیں تو یہ بحران کم ہو سکتا ہے۔ اس کو آپ گردشی قرضہ یا circular debt کہتے ہیں جو کہ آج 400۔ارب روپے کے لگ بھگ پہنچ گیا ہے۔ یہ چار بلین ڈالر بن چکا ہے، ایک اژدھا کی شکل اختیار کر چکا ہے اور پکار پکار کر پاکستان کے عوام کو لوڈشیڈنگ کی شکل میں ڈس رہا ہے۔ اس کی وجہ سے لاکھوں، کروڑوں لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں اور پنجاب کی معیشت کو 400۔ارب روپے کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ پنجاب کی exports کو ایک ارب ڈالر کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ فیصل آباد، ملتان، لاہور اور پنجاب کے دوسرے شہروں کی صنعتیں تہ و بالا ہو چکی ہیں۔ دنیا کے importers پاکستان سے کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں مال چاہئے اور اس پر جب پنجاب کا exporter کہتا ہے کہ میں حاضر ہوں اور آپ کو یہ مال اتنے داموں پر دوں گا تو وہ پوچھتا ہے کہ تم کہاں کے exporter ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں پاکستان کا ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تم پاکستان کے ہو لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کس صوبے سے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں سیالکوٹ یا فیصل آباد سے ہوں۔ وہ آگے سے کہتا ہے کہ مجھے تمھاری مصنوعات نہیں چاہئیں۔ پوچھا گیا کیوں؟ اس نے کہا کہ مجھے

پتا ہے کہ تم یہ supply نہیں کر سکتے۔ میں یہ مصنوعات پاکستان کے کسی اور صوبے سے لے لوں گا۔ یہ سوتیلی ماں جیسا سلوک صوبہ پنجاب کے ساتھ کیا گیا۔ میں آپ کو بتا رہا تھا کہ رینٹل پاور پراجیکٹس یا تھرمل پاور پراجیکٹس ہوں پاکستان کے اندر آج بھی اتنی installed capacity موجود ہے، خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ 400۔ارب روپے نہیں بلکہ اگر 200۔ارب روپے بھی اس میں ڈال دیں تو راتوں رات چار ہزار mega watt بجلی آ جائے گی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please, order please, order please. Order in the House. Order in the House. جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے محترم قائد حزب اختلاف سے یہ کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس ایوان میں یہ اعتراض اُٹھایا ہے کہ صوبہ پنجاب نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اور صوبہ پنجاب نے بجلی میں ایک میگاواٹ بھی اضافہ نہیں کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اب دوسری طرف کے حقائق سے پردہ اُٹھانے دینا چاہئے اور قائد حزب اختلاف کو اس بات کو manage کرنا چاہئے کہ وہ اپنے ممبران سے کہیں کہ وہ قائد ایوان کی بات کو سُنیں اور اگر اُس کے بعد اُن کے پاس کوئی جواب ہے تو ہم وہ بھی سُننے کے لئے تیار ہیں لیکن ایک healthy debate ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!رانا ثناء اللہ صاحب آج مجھے جو تعلیم دے رہے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب پچھلے چار سال اس ایوان میں نہیں آئے تو کاش!رانا صاحب یہ تعلیم اپنے ممبران کو دیتے۔ان کے اشاروں پر ان کے ممبران hooting کرتے رہے ہیں اور آج بڑی اچھی تعلیم دے رہے ہیں لیکن ہم پھر بھی ان کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ میں اپنے معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب آج خدا خدا کر کے اس ایوان میں آئے ہیں تو انہیں بات کرنے کا موقع دیں۔ رانا صاحب نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر کے بعد آپ کو موقع ملے گا تو چیف منسٹر صاحب میری ساری بات سُن کے جائیں۔ وفاقی حکومت کے ساتھ اگر صوبائی حکومت بجلی کی لوڈشیڈنگ میں برابر کی ذمہ دار نہ ہوئی تو میں استعفیٰ دوں گا یا یہ استعفیٰ دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں قائد حزب اختلاف کے اس gesture کو welcome کرتا ہوں لیکن میں قائد حزب اختلاف کو یہ بات یاد کروانا چاہتا ہوں کہ تین چار روز قبل کی بات ہے جب قائد حزب اختلاف نے اس بجٹ پر اپنی general discussion کا آغاز

کیا تو میں یہاں پر موجود تھا اور انہوں نے جتنی دیر بولنا چاہا پورے معزز ایوان نے بڑے غور سے ان کی بات کو سُنا تھا۔

جناب سپیکر: میں قائد ایوان، وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف سے بھی یہ کہوں گا کہ جب کوئی سپیکر بول رہے ہوں تو اُس میں interruption ناقابل برداشت ہوتی ہے آپ مہربانی فرمائیں اور آئندہ اگر کوئی ایسی حرکت ہوئی تو پھر مجھے جو اختیار حاصل ہے میں اُسے استعمال کروں گا۔ آپ اچھے طریقے سے ایوان کی کارروائی کو چلنے دیں۔ جی، محترم قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ رینٹل پاور پراجیکٹس illegal ہیں اور میں سپریم کورٹ کے اس فیصلہ پر تعظیم کرتا ہوں کہ اُن منصوبوں سے اربوں روپیہ واپس لیا گیا جس میں ایک منصوبہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے علاوہ لاڑکانہ میں لگا ہوا ہے اُس منصوبہ سے بھی راتوں رات اربوں روپیہ وصول کیا گیا۔ ان رینٹل پاور پراجیکٹس کے علاوہ میں جو گردشی قرضوں کی بات کر رہا ہوں اگر آج 200۔ارب روپیہ جمع کرا دیا جائے تو راتوں رات 4ہزار میگاواٹ بجلی سسٹم میں آ جائے گی اور معزز قائد حزب اختلاف جس طرح ذکر کر رہے ہیں کہ احتجاج اور بلوے ہو رہے ہیں جب 4ہزار میگاواٹ بجلی سسٹم میں آئے گی تو مجھے بتائیں کہ کسی کے کہنے کے اوپر کوئی احتجاج کرے گا؟ وہ جا کر اپنا روزگار تلاش کرے گا، اپنے بچوں کا پیٹ پالے گا، رات کو اُس کے گھر پنکھا چلے گا تو وہ میٹھی نیند سوئے گا۔ ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر وہ کمرے چاہے لاہور کے ہوں، اسلام آباد، کراچی، پشاور یا کوئٹہ کے ہوں، باتیں کرنا بڑی آسان ہیں۔ جا کر اُس شخص سے پوچھیں جس کے گھر میں آج روٹی نہیں ہے، جا کر اُس شخص سے پوچھیں جس کے گھر میں بیمار بیٹی سسک سسک کر جان دے دیتی ہے لیکن اُس کے پاس دوائی کے پیسے نہیں ہیں کیونکہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے اُس کا روزگار چھن گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر یہ الزام دیا جاتا ہے کہ پنجاب نے بجلی پیدا نہیں کی۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ رینٹل پاور پراجیکٹس پر اور یہ میں نہیں کہہ رہا سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ قوم کا 113۔ارب روپیہ کھایا گیا۔ اگر یہ پیسا ہوتا تو آج یہ پیسا circular debt میں آتا اور بجلی کی لوڈشیڈنگ نہ ہوتی۔ میں یہ بات ریکارڈ پر کہہ رہا ہوں کہ اوسطاً 650 میگاواٹ بجلی پنجاب سے باہر ٹرانسفر کی جا رہی ہے اور میں آپ کو یہ بلاخوف تردید کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں پوچھے بغیر یہ کیا گیا اور ہم اس پر بھی چُپ رہے کہ یہ وفاق ہے، یہ چاروں اکائیاں ہیں اور چار بھائی بشمول آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان مل

کر یہ پاکستان بناتے ہیں لیکن آج تک ہمیں نہیں پوچھا گیا۔ 2010 میں اسلام آباد میں Energy Summit ہوئی تھی اور اُس وقت بھی میں نے legitimate وزیر اعظم سے درخواست کی تھی کہ آپ براہ کرم میٹنگ بلائیں اور اُس میں کڑے فیصلے کریں، ہم چاروں بھائی، تاجر، تمام تنظیمیں اور تمام ادارے اس میٹنگ کے تمام فیصلوں کو مانیں گے تاکہ پاکستان کا یہ مسئلہ حل کیا جائے۔ اس میٹنگ میں یہ فیصلے کئے گئے کہ پورے پاکستان میں یکساں لوڈشیڈنگ ہوگی۔ یہ وہ فیصلے ہیں جو minuted ہیں آپ پنجاب نہیں اسلام کی منسٹری آف پٹرولیم اور باقی اداروں سے وہ minutes نکلوالیں اور میں ریکارڈ کی یہ بات کر رہا ہوں۔ دوسرا فیصلہ یہ تھا کہ پنجاب سے باہر اوسطاً جو 650 میگاواٹ بجلی ٹرانسفر ہو رہی ہے اور وہ جس ادارہ اور جس صوبہ کو دی جا رہی ہے اُس کے پاس ٹربائنز پڑی ہیں اور وہ آج بھی موجود ہیں کیونکہ اگر وہ آج بھی چاہیں تو 300 میگاواٹ بجلی پیدا ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم 300 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے تو آپ 650 میگاواٹ بجلی کو کم کر کے نیچے لے آئیں۔ اس فیصلے کو اڑھائی سال گزر گئے اس پر رتی برابر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آگے چلیں۔ اس 400۔ارب روپیہ کے circular debt میں پنجاب نے اپنے حصہ کا پیسا واپڈا کو دینے کا کہا ہے۔ میری درخواست پر لاہور میں دوسری انرجی کانفرنس ہوئی اُس میں اعلان کیا گیا تھا کہ پنجاب حکومت اور وفاق مل کر اس مسئلہ کو Reconcile کریں گے اور چونکہ بجٹ کا موقع تھا تو میرے ذہن میں تھا کہ ہم انشاء اللہ ڈیڑھ مہینہ میں اس حساب کو باک کر دیں گے۔ میں کسی صوبہ کا نام نہیں لوں گا لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس 400۔ارب روپیہ میں سے اگر باقی تین صوبوں کو ملائیں تو انہوں نے 100۔ارب روپیہ سے زیادہ رقم دینی ہے۔ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن نے 40۔ارب روپیہ دینا ہے اور مجھے بتائیں کہ کراچی ہمارا دل ہے، پاکستان کی جان ہے، پاکستان کی شان ہے، پاکستان کی آن ہے، روشنیوں کا شہر ہے خدا کرے وہ بیلاد العروج اور ترقی کرے کیونکہ یہ پاکستان کی ترقی ہے۔ کراچی کی ترقی پاکستان کی خوشحالی ہے لیکن وہاں پر بجلی ہم دے دیں جس سے انڈسٹری 6 دن چلے یا 5 دن چلے اور پنجاب میں عوام سسک سسک کر دم توڑ رہی ہو، لاکھوں لوگ بے روزگار ہوں اور یہ میں نہیں کہہ رہا۔ کراچی کا شہری کہتا ہے کہ شہباز شریف! اس صوبہ میں بجلی کا کیا حال ہے؟ ہم تو فلاں علاقہ میں رہتے ہیں اور بجلی ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں جاتی اور تمہارے ہاں تو 20/20 گھنٹے بجلی جا رہی ہے تو یہ کیا ماجرا ہے۔ میں پھر اس کو سوتیلی ماں کا سلوک نہ کہوں تو کیا کہوں؟

جناب سپیکر! اس کے بعد آگے چلیں۔ آج میں چاہتا ہوں کہ میں اس circular debt کی امانت اس معزز ایوان کے حوالہ کر دوں اس لئے کہ جو ایف آئی آر کاٹ کر مجھے ہتھکڑی لگانا چاہتے ہیں خدا کی قسم ہتھکڑی کیا اگر مجھے عوام کے لئے تختہ دار پر جانا پڑا تو میں جاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس circular debt میں وہ element بھی شامل ہے جس کو چوری کہتے ہیں۔ خدا کا غضب کہ ایک ادارہ بجلی استعمال کر رہا ہو، مصنوعات بنا رہا ہو، آگے بیچ رہا ہو لیکن اس سے بجلی کے پیسے واپس نہ لئے جائیں اور billing کے اندر خُورد بُرد ہو۔ اس سے آنکھیں بند کی جائیں۔

جناب سپیکر! یہی حال گیس کا ہے۔ گیس مہیا کی جا رہی ہو، مصنوعات بن رہی ہوں، آگے مال بیچا جا رہا ہو، منافع جیب میں ڈالا جا رہا ہو اور پھر اس کے پیسے وصول نہ کئے جائیں۔ اس کے بعد ہمیں اس کا الزام دیں کہ بجلی کے اندھیروں کے ہم ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر! اس سے آگے خود وفاق نے 400 بلین روپے میں سے لگ بھگ بیس پچیس ارب روپے دینے ہیں۔ میں اس ایوان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں صوبائی عصبیت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں پہلے پاکستانی ہوں، میں پہلے پاکستانی ہوں، میں پہلے پاکستانی ہوں اور اس کے بعد میں کچھ اور ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حقائق تلخ ہوتے ہیں لیکن ان کو face کرنا چاہئے۔ آج صوبہ پنجاب کے جتنے DESCOs ہیں ان کی پاکستان کے تمام DESCOs سے efficiency بہترین ہے۔ آپ فیصل آباد کو دیکھ لیں کہ وہاں کے زیادہ سے زیادہ line losses 10% ہیں جب ہم line losses کی بات کرتے ہیں تو اس میں transmission losses اور بجلی چوری بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ فیصل آباد کی recovery 98% ہے۔ وہ صنعت کار، سرمایہ کار جنہوں نے بنکوں سے قرضے لئے ہیں، جنہوں نے اپنے کارخانے لگائے ہیں انھوں نے قوم کے لئے risk لیا ہے کہ وہ منافع بھی کمائیں، قوم کی exports بڑھوائیں اور قوم کی پیداوار بڑھوائیں۔ آج ان کے کارخانے ڈوب گئے، آج وہ قرضے واپس نہیں کر سکتے مگر حالت یہ ہے کہ recovery 98% ہے۔ اسی طرح ملتان، لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی کو لے لیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ پنجاب کے جتنے بھی DESCOs ہیں ان کے کل 12% line losses سے زیادہ نہیں ہیں اور recoveries 98% or 97 ہیں۔ یہ پنجاب کے DESCOs کی efficiency ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ بات اس معزز ایوان کے لئے بہت اہم ہے کہ پنجاب سے باہر بعض DESCOs کے line losses 44% اور recovery 56% ہے۔ پنجاب سے باہر ایک

اور ادارہ ہے ان کے line losses 33% اور recovery 65% ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی آمدن کو cross subsidies کرنے کے لئے ان نقصانات کو meet کیا جا رہا ہے کہ 700 میگاواٹ میں سے 600 میگاواٹ transfer کیا جا رہا ہے اور جو منافع ہے ان نقصانات کو پورا کرنے کے لئے وہ بھی transfer کیا جا رہا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ پنجاب شرارت کر رہا ہے، زیادتی کر رہا ہے اور خادم اعلیٰ یہ زیادتی کر رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ہوش سے بیٹھیں اور مہربانی کریں۔ جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! 2010 کی Energy Summit جو اسلام آباد میں ہوئی تھی اس میں ایک فیصلہ کیا گیا تھا۔ میں اپنی بہنوں سے گزارش کروں گا کہ میری بات سن لیں۔ ان کا حق ہے کہ اس کے بعد بولیں۔ اگر آپ نہیں چاہتیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کسی کی بات مان بھی لیا کریں اور مہربانی کریں۔ جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! اس فیصلہ کے نتیجے میں لاہور میں، میں نے پورے پنجاب کے تاجران اور کاروباری حضرات کو بلایا۔ اس وقت راجہ پرویز اشرف وزیر پن بجلی تھے۔ اس کے بعد وزیر خزانہ بھی تشریف لائے اس فیصلے کی روشنی میں کہ پورے پاکستان میں رات کو 8 بجے کاروباری مراکز بند ہو جائیں گے اور ہفتے میں دو چھٹیاں کی جائیں گی تاکہ بجلی کی بچت ہو اور لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے ہم کچھ بہتری لا سکیں۔ ہم نے من و عن اس فیصلے کو قبول کیا۔ میرے معزز ممبران گواہ ہیں ان میٹنگز میں لاہور اور دیگر جگہوں پر آئے تھے کہ تاجران نے بے پناہ احتجاج کیا کہ شہباز شریف صاحب یہ لندن نہیں ہے کہ شام کو 8 بجے دکانیں بند ہو جائیں۔ ہم دیر سے دکانیں کھولتے ہیں اور دیر سے دکانیں بند کرتے ہیں۔ ہم نے ان کی منت سماجت کی، میں نے ذاتی طور پر درخواست کی اور بڑی مشکل سے ان کو منایا کہ 8 بجے دکانیں بند کی جائیں گی۔ اس کے بعد وفاقی حکومت نے خود 9 بجے کا وقت کر دیا۔ میں یہ باتیں ریکارڈ پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا عمل صرف پنجاب میں ہوا اور کسی اور جگہ بالکل نہیں ہوا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس پر مجھے میرے تاجر بھائیوں نے کہا کہ شہباز شریف! تم کیسے خادم ہو کہ ہم سے تو تم نے اپنے فیصلے پر عمل کروا لیا باقی جگہوں پر کیوں عمل نہیں ہو رہا؟ میں نے کہا کہ یہ وفاق جانے یا باقی صوبے جانیں یہ میری ذمہ داری نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں چین گیا، میں نے پوری کوشش کی اور وہاں ہم نے تونسہ بیراج کے لئے معاہدہ کیا۔ چین پاکستان کا بہترین دوست ہے اور اس کے بعد آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی بجلی کا منصوبہ جلد مکمل نہیں ہوتا۔ اگر آپ آج قلم اٹھائیں، اس کی planning، انتظامات کے حوالے سے تو وہ منصوبہ تب چالو ہوتا ہے جب اڑھائی تین سال دن رات محنت کی جائے وہ چاہے 50 میگاواٹ کا منصوبہ ہو یا 500 میگاواٹ کا میں آپ کو وہ بات بتا رہا ہوں جو دنیا کا مروجہ قانون ہے۔ ایسا کوئی بھی منصوبہ اڑھائی سال سے پہلے چلانا miracle ہے اس کے باوجود بھی ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے لیکن ہم نے اس حوالے سے پوری کوشش کرتے ہوئے پچھلے سال کے بجٹ میں بھی رقم مختص کی تھی اور اس سال بھی مختص کی ہے لیکن جیسا کہ وزیر خزانہ نے بتایا کہ کس طرح ہمارے ہاتھ کو جکڑ لیا گیا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم کی بات ہوتی ہے۔ میں اس ایوان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اٹھارہویں ترمیم یہ ثابت کر دے اور دنیا کے کسی بھی ماہر کو بلا لیں کہ وہ بتائے کہ اٹھارہویں ترمیم میں صوبوں کو بجلی بنانے کے اضافی اختیارات دیئے گئے ہیں تو میں اس کی پوری ذمہ داری قبول کروں گا۔ یہ بالکل جھوٹ اور غلط بات ہے اٹھارہویں ترمیم نے صوبوں کو کوئی اضافی اختیار بجلی بنانے کا نہیں دیا۔ یہ آپ کا خادم ہے، یہ ایوان ہے اور یہ پنجاب کی حکومت ہے جس نے پچھلے سال مئی میں Council of Common Interest میں کہا کہ آپ نے تین سالوں میں جو تیر مارنے تھے وہ مار لئے اب صوبوں کو اختیار دیں کہ ہم بجلی پیدا کر کے عوام کے دکھوں کا کچھ مداوا کر سکیں۔ اس پر تینوں صوبوں نے میرا ساتھ دیا اور اس طرح Administrative فیصلے کے ذریعے ہم نے ایک اختیار لیا وہ آئینی اختیار نہیں تھا اٹھارہویں ترمیم میں وہ چیز موجود نہیں ہے۔ یہ بھی صوبہ پنجاب کو اور آپ کی حکومت کو credit جاتا ہے کہ ہم نے Council of Common Interest میں یہ فیصلہ کرایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ فیصلہ ہوتے ہی ہم نے یہ سوچا کہ کون سا ایسا منصوبہ ہے جس کو ہم بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھا سکتے ہیں۔ اس کے لئے تھر میں coal ہے، لاکھڑا میں coal ہے، بلوچستان میں بھی coal ہے اور یہاں پنجاب میں جہلم میں coal ہے۔ میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ دو سال پہلے ہم نے آسٹریلین کمپنی کو ٹھیکہ دیا کہ آپ مہربانی کر کے جہلم کے کوئلے کا تجزیہ کر کے دیں۔ میں آج اس ایوان کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ ان کی رپورٹ پچھلے مہینے بڑی عرق ریزی کے بعد آ گئی اور انہوں نے کہا کہ جہلم میں 500 ملین ٹن کوئلے کے ذخائر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم اللہ کے فضل و کرم سے اسے قابل استعمال بنا سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ پچھلی حکومت میں وہ مشرف جو مکا دکھاتا تھا اور وہ مشرف جو پاکستان فورس کہتا تھا تو اس نے یہ سروے کیوں نہ کرایا؟ الحمدللہ ہم نے دو سال لگا کر آسٹریلین کمپنی سے مکمل سروے کرایا۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہوئے قائد حزب اختلاف سے بڑے ادب سے پوچھتا ہوں کہ جہاں تک صوبوں کے اختیارات کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ کتنے میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت قائم کی ہے تو میں آپ کے توسط سے قائد حزب اختلاف سے یہ سوال کر سکتا ہوں کہ تھر کول جو دنیا کا سب سے بڑا کوئلے کا ذخیرہ ہے، کیا ان چار سالوں میں ایک کلوواٹ بھی بجلی پیدا ہوئی جو کہ established ذخائر ہیں اور پیسے کی بھی کوئی کمی نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جس طرح صوبہ پنجاب کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک ہو رہا ہے اسی طرح وہاں پر پیسے کی فراوانی ہے مگر ہم نے اس پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں کی۔ این ایف سی کی بات محترم قائد حزب اختلاف نے کی تو میں آج بھی بڑے فخر، عاجزی اور انکساری کے ساتھ کہتا ہوں کہ پنجاب نے 11۔ارب روپے این ایف سی ایوارڈ پر اپنی جیب سے ڈالا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب میں نے مئی 2011 کا فیصلہ کروا لیا تو اس کے بعد ہم نے تین مہینے دن رات محنت کی اور گنے کی پھوک سے بجلی پیدا کرنے کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا۔ یہ میں نہیں بلکہ یہاں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے معزز ممبران اس میٹنگ میں شریک تھے جہاں بیوروکریٹ افسران اور شریک وزراء اس بات کی گواہی دیں گے کہ پاکستان کے اندر 75 شوگر ملیں ہیں جبکہ پنجاب میں 38 شوگر ملیں ہیں جن کی بنیاد پر گنے کی پھوک سے ہمیں بجلی اور نہ تیل import کرنا پڑے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت پاکستان 10۔ارب ڈالر کا تیل import کر رہا ہے۔ اس سے بڑا کوئی ظلم ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس کوئلہ ہو، پاکستان میں گیس ہو، گنے کی پھوک ہو اور اس کے باوجود آپ 10۔ارب ڈالر کا تیل import کر کے عوام کا تیل نکال دیں، عوام کا پسینہ نکال دیں اور ان کا خون چوس لیں تو یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ کہاں کی جمہوریت ہے اور یہ کہاں کا پاکستان ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے جب یہ منصوبہ بنایا تو واپڈا، پیپکو اور دیگر متعلقہ اداروں سے بات کی کہ ہم نے یہ منصوبہ بنایا ہے لہذا آپ ہمیں اجازت دیں۔ کہتے ہیں کہ صوبے بااختیار ہیں تو سن لیجئے کہ نیپرا وفاقی حکومت کا ادارہ ہے اور بجلی بنانے کے rates کوئلے سے ہوں، گیس سے ہوں، گنے کی پھوک سے ہوں، windmill ہو یا تیل سے ہوں، وہ نرخ صوبے نہیں بلکہ وفاق مقرر کرتا ہے۔ اگر میں آج آپ کو یہ کہوں کہ اس وقت تک جب میں آپ کی خدمت میں گزارش کر رہا ہوں یا اس سے ایک ہفتہ

پہلے تک وفاق اور نیپرا نے ابھی تک گنے کی پھوک کے rates مقرر نہیں کئے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ دوسرے نمبر پر پنجاب کی بجلی ساڑھے چھ سو میگاواٹ پنجاب سے باہر جارہی ہے جس پر ہم نے کہا کہ یہ بجلی جو ہم پیدا کریں گے وہ یہیں رہے گی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتے جس پر ہم نے کہا کہ ہمیں کیا فائدہ انہوں نے کہا کہ آپ اپنا گرڈ سٹیشن لگائیں جبکہ گرڈ سٹیشن لگانے کے لئے پانچ سال کا عرصہ اور اربوں روپے کی رقم چاہئے۔ گرڈ سٹیشن ایک ہے اسی میں ہی بجلی جائے گی جس کی واپڈا تقسیم اور ترسیل کرے گا لیکن اس کی کوئی گارنٹی نہیں تھی کہ گنے کی پھوک سے پیدا ہونے والی بجلی ہمیں واپس ملے گی یا یہ بھی ساڑھے چھ سو میگاواٹ میں شامل کرکے آگے دھکیل دی جائے گی۔ میں آپ کو انتہائی ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ اگر چار سال میں یہ منصوبہ پہلے تیار کر لیا جاتا تو آج پاکستان میں اسی گنے کی پھوک سے دو ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہوتی، اربوں ڈالر import میں نہ جاتے اور پاکستانی زر مبادلہ بچتا، آج معیشت دم نہ توڑتی اور فیکٹریوں کی چمنیوں سے دھواں نکلنا بند نہ ہوتا، مزدور آج سسک سسک کر جان نہ دیتا اور یہ ہڑتالیں و مظاہرے وغیرہ نہ ہوتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! تیسری بات یہ کہ sovereign guarantee وفاق دیتا ہے صوبے نہیں دیتے۔ ہمیں سرمایہ کاروں نے کہا کہ شہباز شریف 400۔ارب روپے کا circular debt ہے وہ تو بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کو نہ ملا، تیل مہیا کرنے والی کمپنیوں کو پیسا نہ ملا اور آپ جو گنے کی پھوک سے بجلی پیدا کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں اس حوالے سے بتائیں کہ ادائیگی کہاں سے ہوگی؟ میں نے کہا کہ ہم خود کریں گے اور آپ کو provincial guarantee دیں گے جس پر انہوں نے کہا کہ وفاق کی sovereign guarantee کے بدلے میں پیسے نہیں ملے تو ہم provincial guarantee پر کیسے اعتبار کر لیں؟ آج چونسٹھ سال بعد میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی sovereign guaranty حالیہ مہینوں میں invoke ہوئی اور پاکستان وہ sovereign guaranty pay نہ کر سکا اس لئے خدانخواستہ ہم default میں جا چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نیپرا کو چھوڑ دیں، نیشنل گرڈ کو چھوڑ دیں اور بتائیں کہ payment کس طرح ہوگی؟ آج یہ ہمیں کہتے ہیں کہ صوبوں کو اختیارات مل گئے لیکن ہم نے سر ٹوٹل لیا اور وہاں پر وفود بھجوائے مگر آج تک وفاق سے جواب نہیں آیا۔ یہ کہتے ہیں کہ پنجاب نے ایک کلوواٹ بجلی پیدا نہیں کی لیکن میں آج بتاتا ہوں کہ ان تمام مشکلات کے باوجود بجلی پیدا کرنے کی ہم نے جو حقیر کوشش کی وہ میں ابھی ایک منٹ میں عرض کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے چیچو کی ملیاں اور نندی پور کے projects کے متعلق بات کرتا

ہوں۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں بد ترین governance کا شاہکار ہے کہ 900 میگاواٹ جس میں نندی پور 450 میگاواٹ اور 450 میگاواٹ چیچو کی ملیاں کے projects ہیں لیکن آج بھی کراچی پورٹ پر آپ کسی کو بھجوادیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ مشینری ابھی تک پڑی ہوئی ہے۔ میں نے سات آٹھ ماہ پہلے اس پر شور اور بہت احتجاج کیا اور سپریم کورٹ نے اس کا notice لیا۔ ہماری جماعت نے سپریم کورٹ میں petition داخل کی جس کی بنیاد پر اس وقت کے legitimate وزیر اعظم نے orders دیئے۔ قانون کا ایک ایسا وزیر جسے قائد حزب اختلاف اچھی طرح جانتے ہیں، اُس وقت وہ ان کا بڑا حمایتی تھا لیکن آج وہ خاموشی اختیار کر کے چلہ کاٹ رہا ہے۔ اس وزیر کی دراز میں یہ فائل ڈیڑھ سال پڑی رہی وہ فائل کس حوالے سے اور کیوں پڑی رہی اس کا جواب تو وہی دے سکتا ہے لیکن پاکستان پر پنجاب کے عوام کا تیل نکل گیا اور 900 میگاواٹ ہمیں بجلی مہیا نہیں کی گئی۔ اسے میں کیا کہوں، سوتیلی ماں والا سلوک نہیں تو اور کیا ہے؟ پاکستان کی لوڈ شیڈنگ کا یہ پانچواں حصہ ہے۔ یہ projects صرف پنجاب میں لگ رہے ہیں اس لئے اِن کو بند کر دو، انہیں ملیامیٹ کر دو جس پر چینی کمپنیاں واپس چلی گئیں، مزدور واپس چلے گئے اور آج جہاں پر یہ بجلی کا منصوبہ چلنا تھا وہ عمارت کھنڈرات میں تبدیل ہو گئی ہے اور کرپشن کا مینار بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ایک انتہائی برادر اور دوست ملک نے ہمیں بجلی کا چلتا ہوا ایک منصوبہ دیا کہ اسے اکھاڑ کر آپ لے جائیں اور پاکستان میں جا کر لگا لیں۔ اس بات کو دو سال ہو چکے ہیں مشینری پاکستان آچکی ہے بلکہ کچھ مشینری قائد حزب اختلاف کے اپنے شہر فیصل آباد بھی پہنچ چکی ہے لیکن آج تک اس منصوبے کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔ کیا یہ صوبہ پنجاب اور اس خادم کی شرارت ہے یا وفاقی حکومت کی شرارت ہے؟ میں پوچھتا ہوں کہ ایک دوست ملک نے آپ کو تحفہ دیا کہ اسے لے جا کر لگا لیں اور اس سے تین چار سو میگاواٹ بجلی پیدا کر لیں لیکن وہ مشینری آج بھی بکسوں میں بند پڑی ہے، آج بھی کنٹینرز میں بند پڑی ہے جبکہ پورا پنجاب اندھیرے میں ہے، ہسپتال اندھیرے میں ہیں، سکول اندھیرے میں ہیں، انڈسٹری تباہ ہو گئی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم احتجاج کیوں کرتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آخری پانچ منٹ لے کر بات ختم کروں گا کہ 9۔اپریل 2012 کو یعنی ڈیڑھ دو ماہ پہلے میری درخواست پر لاہور میں دوسری Energy Summit Conference ہوئی جس میں یوسف رضا گیلانی صاحب legitimate وزیر اعظم تھے، میں نے مختلف سیاسی جماعتوں کی منت کی کہ ہم سے یہ زیادتی نہ کرو۔ ہم نے تو این ایف سی ایوارڈ بڑی خوشی اور محبت کے ساتھ طے کیا تھا اور

محبت کے ساتھ این ایف سی ایوارڈ میں ہم نے پنجاب کا 11۔ارب روپے کا حصہ ڈال کر 11۔ارب روپے کی حد تک پنجاب کو محروم کیا تاکہ پاکستان ایک ہو۔ اگر بلوچستان ترقی کرے گا تو پاکستان کی ترقی ہے، سندھ ترقی کرے گا تو پاکستان کی ترقی ہے اور خیبرپی کے ترقی کرے گا تو یہ بھی پاکستان کی ترقی ہے مگر پنجاب اکیلا ترقی کرے گا تو یہ پاکستان کی ترقی نہیں ہو گی اسی لئے ہم نے قومی یکجہتی، اتحاد اور محبتوں کو آگے بڑھانے کے لئے صوبائیت کو ختم اور دفن کرنے کے لئے 11۔ارب روپے ڈالے۔

جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اس لئے کہ بعض احباب کو تلخ بات شاید گوارا نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ 9۔اپریل کو لاہور میں اس سال 90 شاہراہ قائداعظم پر ہونے والی Summit میں، میں نے دوسری سیاسی پارٹیوں کے قائدین کی منت کی اور میرے جو دوست اور ساتھی وہاں پر موجود تھے، انہوں نے دیکھا جب میں نے کہا کہ میں کیا جواب دوں گا کہ کراچی میں اگر انڈسٹری پانچ یا چھ دن چلتی ہے، پنجاب میں لاہور، فیصل آباد، ملتان میں ساڑھے تین یا چار دن چلتی ہے تو وہ کہیں گے کہ شہباز شریف! تم نے این ایف سی پر 11۔ارب روپے دیا، تم ہمیں بتاتے تھے کہ روٹی ایک ہے اور چاروں بھائی اسے بانٹ کر کھائیں گے اور جب چار روٹیاں ہوں گی تو پھر سب ایک ایک روٹی کھائیں گے تو آج بجلی کی لوڈشیڈنگ ہے، اس کی وجوہات میں نے آج آپ کے سامنے بیان کر دیں کہ بدترین mis-governance ہے لیکن جو بھی حالات ہیں تو لوڈشیڈنگ کو برابر کے طور پر پورے ملک میں یکساں نافذ کریں جس سے انہوں نے اتفاق کیا اور پھر وزیراعظم نے پوری قوم کے سامنے اعلان کیا کہ آج سے پورے ملک میں لوڈشیڈنگ یکساں ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج 19۔جون ہے لیکن اس فیصلہ پر رتی برابر عمل نہ ہوا اور قائد حزب اختلاف یہ گلہ دیتے ہیں کہ ہم نے وعدے پورے نہیں کئے، دو دن کی چھٹی پر ہم نے عمل نہیں کیا اور ہم نے رات کو آٹھ بجے دکانیں بند نہیں کروائیں۔ میں نے 2010 میں دکانیں بھی آٹھ بجے بند کروائیں، دو دن کی چھٹی بھی کی تھی حالانکہ یہ غریب ملک ہے اور یہاں ایک دن کی بھی چھٹی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ غریب آدمی کو ایک دن کی چھٹی ہو تو اس سے اس کا روزگار چھن جاتا ہے۔ میں نے پاکستان کے لئے اس وقت عمل کیا لیکن آج پورے ملک میں یکساں لوڈشیڈنگ کے بارے میں رتی برابر عمل نہ ہوا اور مجھ سے توقع کی جائے کہ میں یہاں آٹھ بجے رات دکانیں بند کرواؤں گا۔ قائد حزب اختلاف صاحب! یہ ہیں وہ واقعات جن سے بلوے ہوتے ہیں، دو دن کی چھٹی کر کے اور دکانیں رات آٹھ بجے بند کروا کے میں

تاجروں اور دکانداروں سے ایک اور بلوا کروالیتا کیونکہ اس طرح ان کا روزگار چھن جائے گا تو میں اس کام کے لئے قطعاً تیار نہیں ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!وہاں پر پھر اس بات کا اعادہ کیا کہ ساڑھے چھ سو میگاواٹ بجلی صوبے سے باہر جا رہی ہے حالانکہ دوسرے صوبے میں ایک ادارے کے اندر تین سو میگاواٹ کی پڑی ہوئی ٹربائن کو وہ صوبہ فوری چالو کرائے گا تو بجلی کی ترسیل ساڑھے چھ سو سے کم ہو کر چار یا پانچ سو میگاواٹ تک رہ جائے گی لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ میں اس بات کی پوری ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اس ایوان کو گواہ بنا کر کہوں گا کہ جسے tip of the iceberg کہتے ہیں کہ دیگ کا دانہ چکھیں تو پتا چل جاتا ہے اور میاں عطا مانیکا اس کے بہت ماہر ہیں کہ دیگ اچھی پکی ہوئی ہے یا خراب پکی ہوئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا،لوٹا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر!یہ ریکارڈ پر میں بات کرنا چاہتا ہوں اور خدائے بزرگ و برتر کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ بیرون ملک کی ایک کمپنی، میں نام نہیں لینا چاہتا کیونکہ واقعہ بڑا sensitive ہے۔ میں اتنا بتا دیتا ہوں کہ ایک دوست ملک کی کمپنی نے رینٹل پاور پراجیکٹس کے لئے رابطہ کیا کہ ہم پاکستان میں رینٹل پاور پراجیکٹ لگانا چاہتے ہیں تو آپ فی یونٹ کتنے پر طے کریں گے؟اس کمپنی نے کہا کہ 9 سینٹس پر کریں گے۔9 سینٹس پر under standing ہو گئی پھر اس کمپنی سے رابطہ قائم کیا کہ میری اسلام آباد میں ساری بات ہو چکی ہے اور آپ آئیں تاکہ معاہدہ کر کے انہیں دکھائیں گے اور اس کی اجازت لیں گے۔ اس کمپنی کو کوئی جواب نہ آیا جس پر انہوں نے ای میل بھجوائیں اور ٹیلی فون کئے لیکن کوئی جواب نہ آیا بالآخر وہ کمپنی بیرون ملک ان کے پاس چلی گئی کہ ہم انتظار کر رہے ہیں کیونکہ اسلام آباد میں سب چیزیں طے ہو گئی ہیں۔ آئیے معاہدہ کریں اور ہم اس پراجیکٹس کی منصوبہ بندی کریں تو انہوں نے کہا کہ اب کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا اور ہمارا معاہدہ ہو گیا ہے۔انہوں نے پوچھا کہ کیا معاہدہ ہو گیا ہے تو جواب ملا کہ آپ کے ساتھ 9 سینٹس میں طے ہوا تھا اور ہم نے آپ سے معاہدہ نہیں کیا جو کہ ایک under standing تھی اور اسلام آباد میں ہمارا معاہدہ 18 سینٹس میں ہو گیا ہے۔(شیم، شیم)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم ان کی بات سن رہے ہیں ان سے کہیں کہ وہ ہماری بات بھی سن کر جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی بات وہ سنیں گے۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ کی بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آخری دو باتیں کر کے اجازت چاہوں گا۔ یہ بات لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں ہے تاکہ وہ اچھی طرح سن لیں۔ میرے خیال میں جب بجٹ تقریر پڑھی جا رہی تھی تو انہوں نے یہ بات شاید ignore کر دی یا سنی نہیں یا شاید ہمت نہیں تھی۔ میں وہ پیراگراف دہرا دیتا ہوں جو محترم فنانس منسٹر نے پڑھا تھا۔ میں یہاں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب تمام تر مزاحمت اور مخالفت، یہ میں اپنی طرف سے اضافہ کر رہا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ بدترین مخالفت کے باوجود توانائی کے پیداوار کے عملی میدان میں اُتر چکی ہے۔ ریکسپ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے اشتراک سے بجلی کی پیداوار کے پروگرام کے تحت حکومت پنجاب نے نہروں پر پاور پلانٹ کی تنصیب پر کام شروع کر دیا، دوپر اس وقت کام جاری و ساری ہے، جائیں وہ جا کر دیکھیں ذرا۔ اس سلسلے میں تقریباً 29۔ارب روپے کی لاگت کے دس منصوبوں کی feasibility report مکمل کی جا چکی ہے۔ اس سلسلے میں مجموعی طور پر 80 میگا واٹ بجلی پیدا کر سکیں گے۔ ان میں سے پانچ منصوبے جو 55 میگا واٹ بجلی پیدا کریں گے انہیں پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت مکمل کیا جائے گا جبکہ پانچ منصوبوں کو حکومت پنجاب ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی مالی معاونت سے خود آگے بڑھائے گی۔ 25 میگا واٹ کے ان پانچ منصوبوں میں سے دو منصوبوں پر تعمیراتی کام کا آغاز کر دیا گیا ہے جبکہ تین منصوبوں پر جلد کام شروع ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہے پنجاب حکومت کا پروگرام جو پنجاب حکومت نے بالکل بے آسرا ہو کر وفاق کی اعانت نہیں بلکہ بھرپور مخالفت کے باوجود اور ایف آئی آر کی دھمکیاں ملنے کے باوجود بنایا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبے جو ہم نے شروع کر دیئے ہیں اگر اپوزیشن لیڈر چاہیں تو میں ان کو بھجوا دوں گا۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، قائد ایوان!

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آخری بات یہ کروں گا کہ یہ مسائل، یہ مشکلات، یہ اندھیرے کس طرح چھٹیں گے اور کب چھٹیں گے، قوم آج یہ جاننا چاہتی ہے۔ (شور وغل)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ آخری بات ہے۔ یہ پھر بات سن کر بھی جائیں۔۔۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں، آپ کی مہربانی۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز Order in the House۔ (شور وغل)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اپنی اس ناکامی پر یہ پورے ایوان سے معذرت کریں۔ قائد حزب اختلاف نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میری بات بعد میں سنی جائے اور میں آپ کو ensure کرتا ہوں کہ کوئی مداخلت نہیں ہو گی۔ ان کی commitment کے بعد جو یہ کچھ ہو رہا ہے تو قائد حزب اختلاف کو خود اس بات کا جواب دینا چاہئے۔ ہمیں یہ پتا چلا ہے کہ ان کو نکے پرویز کی طرف سے یہ چِٹ آئی ہے کہ آپ نے وزیراعلیٰ کو بولنے نہیں دینا۔ حقائق سے جو پردہ اٹھ رہا ہے اُس کی انہیں بہت زیادہ تکلیف پہنچ رہی ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز Order please. Order Please. Order in the House۔ بات سنیں اور بات سننے کا حوصلہ رکھیں۔ پلیز، تشریف رکھیں۔ جی، قائد ایوان!

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان کی خدمت میں ایک رائے پیش کرنا چاہتا ہوں اور جناب قائد حزب اختلاف کی اس میں تائید لینا چاہتا ہوں کہ اس بجلی کے بحران میں، پاکستان کا مفاد سب سے عظیم ہے۔ ہمارے تمام مفادات اس کے تابع ہیں۔ پاکستان کے عظیم تر مفادات کے لئے ہمیں ہر چیز قربان کرنا ہو گی۔ جس طرح میں نے شروع میں کہا کہ 400۔ ارب روپے کا جو گردشی قرضہ ہے اس کو اگر ہم کسی حد تک ختم کر لیں تو راتوں رات ہزاروں میگا واٹ بجلی آ جائے گی۔ کراچی سے لے کر پشاور تک لوگوں کو رات کو نیند سکھ سے آ جائے گی۔ میں proposal پیش کرتا ہوں اگر اس کی یہ ایوان منظوری دے تو ہم اس کو آگے بڑھا کر اسلام آباد پہنچا سکتے ہیں اور باقی صوبوں کی بھی تائید لے سکتے ہیں۔ 400۔ ارب روپے کے اس circular debt میں فی الفور کمی لائی جائے۔ اس کے لئے این آئی سی ایل کا جو سیکنڈل ہے وہ پیسا واپس لایا جائے، حاجیوں کی

جو جیبیں کٹی ہیں وہ پیسا واپس آئے اور اربوں روپے کے قرضے جو سیاسی بنیادوں پر معاف کرائے گئے وہ واپس لائے جائیں۔(شور وغل)

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!ہمارا مائیک بند کر دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:محترمہ!ہمیں آپ کا پتا ہے بس آپ جانے دیں۔اب آپ مہربانی کریں۔(قطع کلامیاں)
Order please, order in the House.

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!اگر چودھری شجاعت فارمولا پر عمل کیا جاتا تو یہ بحران پیدا نہ ہوتا۔۔۔

جناب سپیکر:آمنہ الفت صاحبہ!مہربانی کریں،کارروائی کو آگے بڑھنے دیں۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!اربوں روپے کے جو سیاسی قرضے معاف کروائے گئے وہ واپس کروائیں،NRO کے تحت جو 60 بلین روپیہ ہے وہ واپس آئے،ہیروئن کے scandals میں پیسا کھایا گیا وہ واپس آئے،Rental Power Project پر 113۔ارب روپیہ جو کمیشن کھایا گیا جو کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا وہ واپس آئے۔

جناب سپیکر!اگر یہ پیسا واپس آتا ہے تو پنجاب،باقی صوبے اور وفاق بھی اپنا حصہ ڈالے،اس شرط پر یہ پیسا واپس آئے تو میں 5۔ارب روپے دینے کو تیار ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اگر اس بنیاد پر باقی صوبے اور وفاق بھی حصہ ڈالے تو پنجاب پہل کرے گا اور تمام اختلاف کے باوجود 5۔ارب روپے اس میں ڈالے گا لیکن لوٹ کھسوٹ پہلے واپس آئے۔ہم للے تللے لیتے رہیں،اگر کروڑوں روپے بیرونی دوروں پر خرچ کرتے رہیں،کرپشن کا ایک بازار گرم ہو اور اس کے پہاڑ لگے ہوں اور ہمیں کہا جائے کہ ہم یہ کریں،میں تیار ہوں اور مجھے اس ایوان کی تائید چاہئے کہ کیا آپ تیار ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی نے ہم آواز ہو کر کہا کہ ہم تیار ہیں)

جناب سپیکر!اگر یہ معزز ایوان تیار ہے تو میں بھی تیار ہوں۔میں 5۔ارب روپے کی پیش کش کرتا ہوں،اگر باقی یہ تمام لوازمات مکمل کئے جائیں اور اگر ان شرائط پر اترا جائے تو انشاءاللہ تعالیٰ پنجاب 5۔ارب روپیہ اپنا حصہ ڈالے گا:

اندھیروں میں بھی منزل تک پہنچ سکتے ہیں ہم
جگنوؤں کو راستہ تو یاد ہونا چاہئے

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر شیر" کی آوازیں)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے
"قدم بڑھاؤشہباز شریف ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی مسلسل نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"قدم بڑھاؤنواز شریف ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی مسلسل نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت قائد حزب اختلاف بھی کھڑے ہیں اور چودھری ظہیر الدین صاحب بھی کھڑے ہیں اور یہ بات کرنا چاہتے ہیں لیکن بات کرنے سے پہلے یہ دونوں صاحبان ہمیں اس بات کا حساب دیں کہ ان کی جو تین معزز خواتین ہیں ان کو یہ قابو کیوں نہیں کر سکے؟ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ کون ہوتے ہیں حساب لینے والے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے throughout مداخلت کی ہے اور انہوں نے ایک لمحے کے لئے بھی معزز ایوان کا decorum برقرار نہیں رکھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چلیں، اب ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کس بات کے قائد حزب اختلاف اور وہ کس بات کے پارلیمانی لیڈر ہیں؟ اگر انہیں چٹیں اس شہزادے کی طرف سے آنی ہیں اور اگر یہ اس کی چٹوں کے اوپر لگی ہوئی ہیں تو یہ کس لئے بیٹھے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اگر انہوں نے قائد ایوان کی تقریر کے دوران یہ روّیہ اختیار کیا ہے تو ہم بھی قائد حزب اختلاف کو بات کرنے نہیں دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے، میں ان کی بات سنوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو"
کی مسلسل نعرہ بازی)

وہ حساب دینے لگے ہیں۔ آپ کو حساب دے رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو"
کی مسلسل نعرہ بازی)

Order please order. Order in the House.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "میاں شہباز شریف زندہ باد"
کی مسلسل نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "زندہ ہے بھٹو زندہ ہے"
کی نعرہ بازی)

آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ہائے بجلی ہائے بجلی"
کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! انہوں نے ہماری بات نہیں سنی، ہم بھی ان کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بڑے افسوس کی بات ہے۔ انہوں نے تو آپ کی بات سنی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو"
کی مسلسل نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر قائد ایوان ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

(اس مرحلہ پر ممبران معزز حزب اختلاف کی طرف سے "بھاگ گیا بھاگ گیا"
کی آوازیں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو"
کی نعرہ بازی)

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! وزیراعلیٰ صاحب جو بات یہاں پر کر کے گئے ہیں وہ سسٹم کو خطرے میں ڈال کر گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔Order in the House بڑے افسوس کی بات ہے، آپ قائد حزب اختلاف کو تقریر کیوں نہیں کرنے دیتے؟ ایک commitment ہوتی ہے اس کے باوجود آپ ایسا کرتے ہیں۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی۔ راجہ صاحب! فرمائیں۔ (قطع کلامیاں)

اس سے آگے آپ لوگوں نے نہیں بڑھنا.This I tell you آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(آدھ گھنٹہ وقفہ کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 38 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "NO,NO" کی آوازیں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "NO,NO" کی آوازیں)

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بکری ٹھاہ" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "رج کے کھاؤ رج کے لٹو، جئے بھٹو جئے بھٹو" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بکری ٹھاہ" کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔مجھے اُن کی بات سننے دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!اگر بھٹو کا نام آیا تو ہم کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بکری کو واپس لاؤ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔Order in the Houseراجہ صاحب!کیا آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں یا ہم businessشروع کریں؟

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بکری کو واپس لاؤ" کی نعرہ بازی)

آپ شور مچاتے رہیں میرا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ راجہ صاحب!کیا آپ تقریر نہیں کرنا چاہتے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): وزیر اعلیٰ کو بلائیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 2012-13 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: تمام وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو بلا سکتا ہوں اور نہ ہی اُن کو بلا سکتا ہوں۔ اُن کی مرضی ہو گی یا اُن کا دل کرے گا تو آ جائیں گے۔ اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 2012-13 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ سال 2012-13 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 43 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 43 مطالبات زر میں سے چار مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے Cut motions پیش کی جائیں گی۔

1۔ مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس

2۔ مطالبہ نمبر PC-21031 متفرق

3۔ مطالبہ نمبر PC-21015 تعلیم

4۔ مطالبہ نمبر PC-21016 خدمات صحت

Cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج سے شروع ہو کر کل مورخہ 20۔ جون 2012 دوپہر 12 بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 143(4) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہِ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ نمبر PC-21013 پیش کریں۔

مطالبہ نمبر PC-21013

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 61۔ارب 50 کروڑ 88 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 61۔ارب 50 کروڑ 88 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ نمبر PC-21013 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔ سب سے پہلے راجہ ریاض احمد، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، مخدوم محمد ارتضیٰ، ملک فیاض احمد، جناب تنویر اشرف کائرہ، جناب طارق محمود ساہی، جناب آصف بشیر بھاگٹ، جناب وسیم افضل گوندل، جناب طارق محمود علوآنہ، چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)، فاروق یوسف گھرکی، جناب تنویر الاسلام، جناب غلام حبیب اعوان، جناب محمد جاوید بھٹی، جناب شاہجہان احمد بھٹی، سید ابرار حسین شاہ، رائے محمد اسلم خان، ملک اختر حسین نول، چودھری احمد علی ٹولو، سردار محمد حسین ڈوگر، جناب امجد علی میو، محترمہ فوزیہ

بہرام، محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ ساجدہ میر، محترمہ نرگس فیض ملک، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، چودھری عبداللہ یوسف، کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری، جناب محمد یار ہراج، جناب خرم نواب ملک، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، سردار محمد خان لغاری، سردار محمد یوسف خان لغاری، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ حمیرا اویس شاہد، جناب منور حسین منج اور انجینئر شہزاد الٰہی تو کون پیش کرے گا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ جب اس ایوان میں موجود تھے تو یہ احتجاج اس وقت کرتے اور اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! Cut motion پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"61۔ارب 50 کروڑ 88 لاکھ 5 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21013 کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"61۔ارب 50 کروڑ 88 لاکھ 5 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21013 کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! مہربانی کر کے آپ ایوان کو in order کرائیں۔ Deputation پر معزز وزیر خزانہ نے چونکہ دو لائنیں پڑھنی تھیں اس لئے انہوں نے چیخ کر پڑھ لیں جبکہ میں نے دو لائنیں نہیں پڑھنی بلکہ لمبی بات کرنی ہے۔ معزز وزیر قانون کا میں بڑا احترام کرتی ہوں، آج بھی کرتی ہوں اور ہمیشہ کرتی رہی ہوں گی کیونکہ جب یہ یہاں اپوزیشن بنچوں پر ہوا کرتے تھے تو پولیس

کی کارکردگی کے متعلق ان سے زیادہ بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔ پولیس کے بارے میں جو سچ لاء منسٹر صاحب جانتے تھے وہ بیان کرتے ہوئے ان کی زبان نہیں تھکتی تھی لیکن آج جب یہ لاء منسٹر بن گئے ہیں تو مجھے ان کی باتوں سے یہ لگتا ہے کہ یہ حکومت پنجاب اور محکمہ پولیس کے spokesman مقرر ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک وہ شخص جن کی جمہوریت کے لئے اتنی قربانیاں ہوں اور جب وہ ایسی باتیں کریں گے تو شاید ہم جیسے لوگ جو newcomers ہیں، ان کے لئے ان جیسی personalities مشعل راہ ہیں، ہمارے لئے ایک بڑا سوالیہ نشان ہے کہ شاید حکومتی بنچوں پر بیٹھ کر آپ ساری اخلاقیات بھول جاتے ہیں، آپ سارے سچ بھول جاتے ہیں اور صرف اپنے کئے ہوئے غلط کاموں کو protect کرنے کے لئے، پولیس کے اتنے وفادار بن گئے ہیں۔ آج یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح سے امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو بجلی کے نام پر defend کیا، لا اینڈ آرڈر یعنی امن و امان first requisite کسی بھی معاشرے کے پھلنے پھولنے اور ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جہاں پر لاء اینڈ آرڈر نہیں ہوتا تو وہ سوسائٹی یا معاشرہ کبھی بھی civilize معاشرہ نہیں ہو سکتا جس کی مثال آج ہم پنجاب اسمبلی میں دیکھ رہے ہیں۔ یہ وجہ کیوں ہے؟

جناب سپیکر! ریلیاں ہوتی ہیں، احتجاج ہوتا ہے جو کہ ہر آدمی کا جمہوری حق ہے مگر اس جمہوری حق کو اپنے hidden ایجنڈے کے لئے استعمال کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ کہا گیا کہ پاکستان غریب ملک ہے اور پنجاب بھی اس وقت مقروض صوبہ بن چکا ہے۔ اخباروں کے تراشے اس بات کے گواہ ہیں کہ پنجاب میں ٹرین جلا دی گئی، کامونکی میں بابو ٹرین پر پتھراؤ اور لوٹ مار کے ساتھ آگ لگا دی گئی۔ فیصل آباد لاء منسٹر صاحب کا شہر ہے۔ وہاں پر بنکوں، سی این جی سٹیشنوں، ہوٹلوں، دکانوں اور غریبوں کے ٹھیلے بھی لوٹ لئے گئے۔ یہ کون سا احتجاج ہے؟ احتجاج کر کے اگر آپ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو مزید خراب کرنا چاہتے ہیں تو اس صوبے کے ساتھ اس سے بڑی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ ایک طرف آپ یہ کچھ کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے یہ بہت افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ایک صوبے کا چیف ایگزیکٹو وزیر اعلیٰ خود لوگوں کو مشتعل کر رہا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ دکانیں، یہ سرکاری املاک فیڈرل گورنمنٹ کی نہیں بلکہ یہ پنجاب کے غریب عوام کی ملکیت ہے۔ اس طرح لوٹ مار کر اکر پنجاب کے امن و امان کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ دوسری طرف آپ اخبار میں کہہ رہے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر کہہ رہے ہیں کہ پُرامن احتجاج کریں۔

میں کہتی ہوں کہ اس وقت لوڈشیڈنگ بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن اگر ایک جماعت کا اپنا حال یہ ہو کہ وہ احتجاج میں اپنی چیزوں کو نہیں بچا سکتے تو یہ کون سا احتجاج ہے؟ جب ان کی حکومت تین ساڑھے تین سال اسی پیپلز پارٹی کے ساتھ ان بنچوں پر بیٹھا کرتی تھی تو انہوں نے کیمپ کے بجائے کبھی احتجاجاً گرسی بھی نہیں لگائی تھی۔ پھر ہم سے باتیں کرتے ہیں کہ احتجاج کرنا چاہئے۔ اس وقت پنجاب میں جو دودھ اور شہد کی نہریں بند ہیں وہ صرف بجلی کی وجہ سے بند ہیں۔ پیسا کھایا جارہا ہے اس احتجاج کے لئے، لوگوں کو باہر نکالا جارہا ہے اس احتجاج کے نام پر، اپنے بچوں کو لیڈر بنایا جارہا ہے اس احتجاج کے نام پر۔ یہ کہاں کا احتجاج ہے؟ ہمیں اس کا جواب چاہئے۔ پنجاب کے عوام کو لوٹا جارہا ہے اور ان کے جذبات کو اچھالا جارہا ہے۔ کیا سپانسر کمپنیوں سے پیسے لے کر ایک میگاواٹ بجلی نہیں آسکتی تھی، کیا ان سپانسر کمپنیوں سے پیسے لے کر لاء اینڈ آرڈر کے لئے وہ پیسا خرچ نہیں ہو سکتا تھا؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: آپ کی کٹ موشن پولیس کے حوالے سے ہے، صرف پولیس پر بات کریں۔ (شور وغل)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں محترمہ غزالہ رانا صاحبہ کو صرف یہی کہنا چاہتی ہوں کہ:

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

چار سال کے بعد بجلی کی یاد آئی، شکر ہے آئی تو سہی۔ چار سال کے بعد پتا چلا کہ پنجاب کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ مگر یہاں پر جو حالات ہیں وہ ہمیں کچھ اور بتاتے ہیں۔ معزز ممبران کے گھروں پر حملے کئے جارہے ہیں۔ ابھی ریاض فتیانہ صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے۔ اس ایوان میں لاء اینڈ آرڈر کا یہ حال ہے کہ اس حکومت نے اس اپوزیشن کے ممبران پر حملہ کرایا ہے اس سے زیادہ شرم کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ اپوزیشن کے ممبران کو اس floor پر دھمکیاں دی گئی ہیں۔ ہمیں اس ایوان میں دھمکایا گیا ہے۔ اس سے زیادہ یہ اپوزیشن کے ساتھ کیا کریں گے؟ یہ ہمیں بولنے نہیں دیتے اور یہ اپنی کرتوتوں کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کو برباد کرنے سے بہتر ہے احتجاج کرو۔ احتجاج سرکاری دفاتر کو توڑے بغیر نہیں ہو سکتا، احتجاج ٹرینوں کو آگ لگائے بغیر نہیں ہو سکتا؟ یہ احتجاج خاموش بھی ہو سکتا ہے، بھوک ہڑتال بھی ہو سکتی ہے۔ مگر ان لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے کھانے کی عادت پڑ چکی ہے، یہ بھوک ہڑتال کیسے کریں گے؟ (شور وغل)

جناب سپیکر! چار سال سے پنجاب اندھیرے میں ہے۔ ان کو کس نے روکا تھااور کیوں یہ انتقام کی روش پر چلتے ہیں؟ چودھری پرویزالٰہی کے سابقاڈویلپمنٹ کے کام انہوں نے کیوں بند کر دیئے اگر یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ مخلص ہوتے تواب تک پچاس فیصد بجلی آچکی ہوتی۔(شوروغل)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کٹ موشن پر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ورلڈ بنک کی 2012 کی رپورٹ ہے جو میں اپنی ان بہنوں کے نام کرنا چاہتی ہوں جن کا تعلق فیصل آباد سے ہے۔(قطع کلامیاں)

پنجاب میں سرمایہ کاری اور احتسابی سرگرمیوں کی راہ میں توانائی کے علاوہ خراب لاء اینڈ آرڈر سب سے بڑی وجہ ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سروے 2012 میں ورلڈ بنک نے کرایا تھا۔

معزز ممبران حزب اقتدار: چودھریوں کی چمچی، چودھریوں کی چمچی۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: مجھے بہت فخر ہے اس بات پر کہ میں چودھریوں کی چمچی ہوں۔ اگر اپنی لیڈرشپ کے لئے بولنا پڑے تو مجھے اس پر فخر ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری طرف متوجہ ہو کر بات کریں، یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سروے کے مطابق توانائی کا بحران ایک بہت بڑی وجہ ہے لیکن اس کی دوسری بڑی وجہ خراب لاء اینڈ آرڈر ہے۔ اس سروے کے مطابق پنجاب میں اگر investment نہیں ہو رہی ہے تو اس کی بڑی وجہ poor law and order ہے۔ ہم توانائی پر تو کچھ نہیں کر سکتے، ہمیں چار سال بعد خواب آرہے ہیں لیکن چار سال سے ہم لاء اینڈ آرڈر تو بہتر کر سکتے تھے وہ کیوں نہیں کیا گیا؟(شوروغل)

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ relevant ہو جائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں فیصل آباد کی بات کرنے لگی تھی کہ جو حقائق ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر غزالہ کا شہر فیصل آباد کرائم میں نمبر ایک ہے۔(شوروغل)

میں اتنے شور میں کیسے بات کروں؟

جناب سپیکر: میں سُن رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ایک رپورٹ ہے جو انٹرنیٹ پر شائع ہوئی ہے۔ میں چاہوں گی کہ آپ اور لاء منسٹر صاحب اس پر ذرا خصوصی توجہ فرمائیں کیونکہ اس رپورٹ میں لکھا ہوا ہے کہ:

> Law and order situation all over the country is not satisfactory.

پنجاب گورنمنٹ جو ہمیشہ لاء اینڈ آرڈر پر بلند و بانگ دعوے کرتی ہے اس کے حالات یہ ہیں کہ یہ ایک انٹرنیشنل رپورٹ ہے جو انٹرنیٹ پر کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔ اس کے مطابق لاء منسٹر کا شہر فیصل آباد کرائم میں نمبر ایک، وزیراعلیٰ پنجاب کا شہر لاہور کرائم میں نمبر 2 اور سینئر ایڈوائزر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا شہر کرائم میں نمبر 3 پر ہے۔ یہ ہمارے پاکستان کے حالات ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اپنی جو ویب سائٹ بنائی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ Order please, order please. Order in the House مجھے ان کی بات سننے دیں، آپ کیا کرتے ہیں؟

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی" کی نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں internet پر لکھا ہے کہ یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اب تک کیا reforms لے کر آئے ہیں تو ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

> The following measures have been taken by the Provincial government regarding law and order.

اس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

> The salaries of the police persons have been doubled to provide better security and curb malpractice.

جناب سپیکر! اس عوام کو تحفظ دینے کے لئے پولیس کو یہ سب کچھ دیا گیا اور ان کی salaries double کی گئیں۔ اگر حکومت کی کارکردگی مثالی ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ اس کا benefit کیا عوام کو مل رہا ہے؟ نہیں، عوام کو اس کا ہرگز benefit نہیں مل رہا۔ آج شہریوں کو جس طرح تھانوں میں بلا بلا کر ان کی چھترول کی جاتی ہے وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ آج جتنی عورتوں کی تھانوں میں عصمتیں لوٹی جاتی

ہیں وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس تھانہ کلچر کو مزید گندہ کرنے کے لئے اس حکومت نے پولیس کے ہاتھ مزید مضبوط کئے ہیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"ہم بجلی لینے آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو" کی مسلسل نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے ایک precedent پیش کروں گی۔ تھانہ منڈی عثمان والا قصور، کیا یہ قصور کا قصور ہے کہ ایک تھانے میں محمد طفیل حوالدار ہر برف والے، ہر ٹھیلے والے اور ہر گزرنے والے سے پیسے لیتا ہے۔ کیا SHOs کا کام غریبوں کو لوٹنا رہ گیا ہے؟ پھر بھی یہ مثالی حکومت ہے۔

جناب سپیکر! ہم کل کی ریلی کی بات کرتے ہیں اور اس وقت پنجاب کے لاء اینڈ آرڈر کو جس طرح سے تباہ و برباد کیا جا رہا ہے، چوہنگ پولیس سٹیشن میں جو سپیشل برانچ کے ٹرینی تھے اور جو وہاں training لے کر آئے تھے ان کو سادہ لباس میں احتجاجی جلسہ گاہ بھیجا گیا۔ خواتین کی مقرر کردہ نشستوں پر چوہنگ پولیس سٹیشن کے ٹرینرز کو بٹھایا گیا جس کی گواہ میڈیا ہے اور یہ فوٹیج میڈیا پر چل چکی ہے، کیا پولیس کا کام یہ رہ گیا ہے کہ کسی اعلیٰ انسان کے بیٹے کو سیاست میں لیڈر بنانے کا کام پولیس سے لیا جائے گا کیا یہ سپیشل برانچ جلسے کرنے کے لئے رہ گئی ہے؟ اس پر انہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔۔۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! جو لوگ ان کے ساتھ بیٹھے ہیں انہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! 2009 سے 2011 تک ہم ہمیشہ یہاں پر اس پورے بجٹ سیشن میں سنتے آئے ہیں کہ پنجاب بمقابلہ بلوچستان، پنجاب بمقابلہ کراچی، پنجاب بمقابلہ لیاری اور پنجاب بمقابلہ KPK مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ انٹرنیشنل سروے یہ بتاتے ہیں کہ واقعی کرائم میں بھی پنجاب بمقابلہ سندھ، پنجاب بمقابلہ KPK اور ہر صورت میں پنجاب نمبر ون ہے۔ آج کرائم بھی پنجاب میں سب سے زیادہ ہو رہے ہیں۔ 2009 سے لے کر 2011 تک کل 53370 واقعات ہمارے پیارے پنجاب میں ہوئے، سندھ میں 8253 واقعات ہوئے، KPK میں صرف 956 واقعات ہوئے اور بلوچستان میں 511 واقعات ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پنجاب نمبر ون ہے۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! ایک ہیڈفون مجھے بھی بھجوا دیں۔

جناب سپیکر: آپ لوگ کچھ خیال کریں، خدا کا خوف کھائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا محترمہ یہ چاہتی ہیں کہ ہم نہ چاہتے ہوئے بھی کورم پوائنٹ آؤٹ کریں۔ اگر یہ نہیں بات کرنے دیں گے تو ہم کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اس لئے اگر آپ انہیں اپنی زبان میں سمجھا سکتے ہیں تو سمجھا لیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ اپنے حقوق استعمال کریں مجھے کیا اعتراض ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پنجاب واقعی بڑا بھائی ہے اور کرائم میں بھی پنجاب واقعی بڑا بھائی ہے۔ 2009 سے ستمبر 2011 تک murder crimes.

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"ہم بجلی لینے آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو" کی مسلسل نعرہ بازی)

MR.SPEAKER: Order please order.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پھر کورم پوائنٹ آؤٹ کر دوں؟ آپ ان کو روک لیں نہیں تو میں کورم پوائنٹ آؤٹ کر دوں گی۔

جناب سپیکر: مشورے میں نے آپ کو دینے ہیں؟ آپ اپنے ساتھیوں سے پوچھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب ہمیں تو کنٹرول کروانے کو کہتے ہیں لیکن اپنی طرف کی جیالیاں کیوں نہیں کنٹرول ہوتیں؟ بلکہ وہ اشارے کر کے کہتے ہیں کہ بولو، بولو۔ اب وہ ان کو تو کنٹرول کریں، اتنا بے بس لاء منسٹر میں نے نہیں دیکھا کہ ان سے اپنے شہر کی چار عورتیں کنٹرول نہیں ہوتیں۔ کمال ہے کہ حکومت ہی احتجاج کر رہی ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ ٹریژری احتجاج کر رہی ہے۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"ہم بجلی لینے آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے بڑے ادب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب یہ چار عورتیں آپ کے قابو میں کیوں نہیں آتیں؟ اگر لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں اور چاہتے ہیں تو میں مجبوراً کورم پوائنٹ آؤٹ کر دوں گی کیونکہ اتنی ہلڑ بازی میں لاء اینڈ آرڈر discuss نہیں ہو سکتا اور یہ

لاء اینڈ آرڈر بہت ہی important issue ہے جس کے لاء منسٹر صاحب منسٹر ہیں۔ اگر ان کے اشارے پر یہ کھڑی ہو سکتی ہیں تو ان کے اشارے پر یہ بیٹھ بھی سکتی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ چار عورتیں لاء منسٹر صاحب سے نہیں سنبھالی جا رہیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سچائی بہت کڑوی ہوتی ہے، یہ ابھی خادم اعلیٰ پنجاب کہہ کر گئے ہیں اور میں بھی ان کو یہی کہہ رہی ہوں کہ:

اصول بیچ کے مسند خریدنے والو
نگاہ اہل وفا میں بہت حقیر ہو تم
وطن کا پاس تمھیں تھا نہ ہو سکے گا کبھی
اپنی حرص کے بندے ہو بے ضمیر ہو تم

جناب سپیکر! یہ جو figures ہیں۔۔۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"ہم بجلی لینے آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر! چلو تم، چلو ہم آ رہے ہیں۔ ماڈرن کرائم، مجھے لگتا ہے کہ یہ اغواء، vacuumed، kidnapping، یہ murder یہ سارے بجلی کی وجہ سے ہو رہے ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحبہ کو آج بہت گرمی لگ رہی ہے۔ ہر چیز کی طرح پنجاب اس میں بھی نمبر ون ہے۔ پنجاب میں murder crimes کے 15ہزار واقعات ہوئے ہیں، سندھ میں 9020واقعات ہوئے، KPK میں صرف 6676واقعات ہوئے اور بلوچستان میں 1355 واقعات ہوئے ہیں۔ واہ Good governance واہ، جیو پنجاب جیو۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی" کی مسلسل نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

محترمہ سیمل کامران: او! زبان کو لگام دو، شہباز کی چمچی! زبان کو لگام دو۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھ سے بات کریں۔ آپ ان کو چھوڑیں، میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی"
کی مسلسل نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: شہباز کی چمچی بس کرو۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ مجھے بات کرنے دیں،کارروائی note ہو رہی ہے۔آپ کی رپورٹ مکمل ہو رہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بات بہت simple ہے کہ کیا ان کی قیادت ان کے لئے آسمانی صحیفہ ہے ؟اگر یہ بھاگی ہوئی قیادت کے لئے اتنا کچھ کر سکتے ہیں تو ہماری قیادت نے تو اس ملک میں رہ کر سب کچھ کیا ہے۔اگر یہ ہماری قیادت کے بارے میں بات کریں گے تو ہم ان کے کچے چٹھے کھولیں گے کہ یاد کریں گی۔ان کو شرم آنی چاہئے کہ پنجاب کو انہوں نے دیوالیہ کر دیا ہے۔کل ان کے فنانس منسٹر نے مانا کہ ہماری حکومت 100۔ارب روپے چھوڑ کر گئی تھی اور یہ سارا پیسا کھا گئے۔یہ خود چور لٹیرے ہیں اور لوہا چوروں نے فیروزپور روڈ پر سارا لوہا لگا دیا۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جعلی ڈگری ہائے ہائے"
کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر: محترمہ! مطالبہ زر پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!آپ ان کی زبانوں کو ذرا گیئر لگوائیں،ان کی زبانیں درانتیوں جیسی ہیں ان کو کنٹرول کروائیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چچی" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر:.Order please, order،آپ کی مہربانی،اب ان کی بات سنیں۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! راناثناء اللہ صاحب کی بے بسی پر آج مجھے حسرت ہو رہی ہے کہ اتنے بڑے رانا صاحب اور فیصل آباد کی چار عورتیں نہیں سنبھالی جا رہیں، مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے۔ 2009 سے ستمبر 2011 اغواء برائے تاوان،جیو پنجاب، پنجاب 416 لے کر نمبرون،وزیراعلیٰ پنجاب نمبر ون،لاء منسٹر پنجاب نمبرون، سندھ 412،KPK 306 اور بلوچستان 84 واقعات ہوئے۔ 2011 کے صرف پہلے چھ مہینے میں اس پورے ملک میں خواتین کے خلاف جو کرائم ہوئے ہیں وہ 4448 ہیں جس میں جیو پنجاب 3055 صرف پنجاب میں ۔اگر شرم ہے تو ڈوب مرو۔ سندھ میں 819 خیبر پختونخواہ میں 379 بلوچستان 133۔ان کو چاہئے کہ بلوچستان چلی جائیں وہاں جاکر کم از کم ان کی عزتیں محفوظ رہ سکتی ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! "قرض اتارو ملک سنوارو" سکیم کے نام پر ہمارے ملک کی، میری ماؤں، میری بہنوں اور بیٹیوں نے ان کی پرانی حکومت میں اپنے زیور بیچے، اپنی گھریلو چیزیں تک بیچ دیں بے شرمو وہ لادو میری ماؤں کے پیسے او بے شرمو وہ پیسے بنکوں میں جمع کراؤ۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب سپیکر! ذرا دل پر ہاتھ رکھیں اور بتائیں کہ کیا یہ پنجاب وہی پنجاب ہے جس کو پانچ سال پہلے چھوڑا گیا تھا اس وقت تو good governance نہیں تھی اور آج تو اس پنجاب میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ آج یہ بجلی کے نام پر توڑ پھوڑ کرواتے ہیں، کل کو یہ ارسلان کے نام پر بھی ریلیاں نکالیں گے اور توڑ پھوڑ کرائیں گے، یہ ٹرینیں جلائیں گے اور یہ دکانیں جلائیں گے۔ اس وقت سے ڈریں انہوں نے اس ملک کو خانہ جنگی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ یہ اس ملک کے سب سے بڑے غدار ہیں، یہ اس ملک کے سب سے بڑے دشمن ہیں، یہ وہی جماعت ہے جس نے ماضی میں سپریم کورٹ پر بھی حملہ کیا تھا اور یہ وہی جماعت ہے جو کہتی ہے کہ ہم industrialists ہیں مگر یہ industrialists کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ انہوں نے industries کی revival کے لئے ایک لفظ تک نہیں کہا مگر کہتے ہیں کہ ہم سرمایہ دار ہیں۔ یہ وہ سرمایہ دار ہیں جو صرف جیبیں بھرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ وہ شیر ہیں، شیر ویسے بھی جنگل کا جانور ہے اس شیر کے نصیب میں (ج) ہی (ج) ہے۔ جنرل جیلانی، جنرل ضیاء، جنرل مشرف، جدہ اور اب جنگ و جدل والے شیر بنے ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس پیارے پنجاب کا حال اس حکومت اور ظالم اعلیٰ نے یہ کیا ہے کہ اس نے پولیس کے ایس ایچ اوز کو باقاعدہ ہدایت کی ہوئی ہے کہ پی پی سی 489-f,406,506,420,468 اور 471 کی دفعات کے تحت مقدمات ہی درج نہ کئے جائیں۔ یہ تمام وہ دفعات ہیں جن کا تعلق براہ راست ایک عام آدمی سے ہے۔ اس پیارے پنجاب میں ساجدہ میر لٹتی ہے، ثمینہ خاور حیات کا پٹرول پمپ لوٹا جاتا ہے، نعیم حسین بھابھا ان کے اپنے ایم پی اے کی گاڑی چھین لی جاتی ہے اور وہ غریب جب تھانے جاتا ہے تو ایس ایچ او کہتا ہے کہ بھابھا صاحب "جان دیو نویں گڈی لے لو" یہ پنجاب ہے؟ مجھے خادم اعلیٰ کے گھر کے پاس ان کے ہمسایہ ہونے کی سزا ملی کہ جمعہ کے دن جوڈیشل کالونی میں جہاں پر تمام ججز رہتے ہیں وہاں پر گن پوائنٹ پر میری گاڑی روکی گئی اور میرے ساتھ ڈکیتی کی واردات ہوئی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "چودھری پرویزالٰہی کی چمچی" کی نعرہ بازی)

شہباز کی چمچیاں ہائے ہائے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس حکومت میں courtesy نام کی کوئی چیز نہیں ہے، اخلاقیات ان کے پاس سے بھی نہیں گزری، آپ رولز آف پروسیجر دیکھ لیں ممبر، ممبر ہوتا ہے چاہے وہ اپوزیشن کا ہو یا حکومتی بنچوں سے تعلق رکھتا ہو۔ اس حکومت کے کسی بھی شخص میں اخلاقیات نام کی چیز نہیں ہے۔ ان کا اخلاق حکومت میں آتے ہی مر گیا۔ یہ تو کسی کو پوچھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ لاء منسٹر کے پاس جاؤ، کیوں جاؤں میں لاء منسٹر کے پاس؟ میں بھی اس صوبے کی شہری ہوں ان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ مجھے انصاف provide کریں، یہ ان کی ذمہ داری ہے یہ ان کی constitutional binding ہے کہ یہ مجھے تحفظ فراہم کریں۔ میں ان کے پاس کیوں جاؤں؟ ان کو بجلی چاہئے، اپنے وزیراعلیٰ کو پکڑیں، خادم اعلیٰ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ بجلی چار سال سے کیوں نہیں آئی؟ اس House میں بجلی، بجلی نہ کریں یہ سارا crime بجلی سے نہیں ہوا۔ ایسے لگتا ہے کہ ان کے وزیراعلیٰ سمیت تمام جماعت بجلی سے ہی چلتی ہے۔ کیونکہ بجلی نہیں مل رہی اس لئے ان کے charge cells نہیں ہوئے۔ پچھلی حکومت نے جو initiative لئے تھے اس حکومت نے اپنا پورا زور لگایا کیونکہ یہ کبھی بھی اپوزیشن کو برداشت نہیں کرتے کبھی یہ چھانگا مانگا کلچر چلاتے ہیں، کبھی یہ لوٹا کلچر اس زمانے میں بھی چلاتے ہیں اور P&D کی پلاننگ کے وقت ان کی یادداشت کھو جاتی ہے ان کی priority صرف یہ ہے کہ مجھے جلدی سے وزیراعظم ہاؤس پہنچا دیں بس اس کے بعد بات ختم۔ ان کی priority اتنی تھی یہ بلاوجہ مری گئے، یہ بلاوجہ بھوربن گئے اور یہ بلاوجہ دبئی بھی گئے کیونکہ ان کے سارے sponsored trips ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اخلاقیات کی باتیں کرنے والے لوگ، high moral grounds کی باتیں کرنے والے لوگ، ان کے خادم اعلیٰ کی بات کرنے کا یہ سٹائل ہے مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جب ایک انگلی آپ کسی کی طرف کرو گے تو باقی چار انگلیاں آپ کی طرف آئیں گی۔ انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے، یہ پاکستان، یہ پنجاب کوئی سائنس لیب نہیں ہے کہ اس طرح کا ہر نیا سائنسدان آئے اور یہاں پر نئے نئے تجربے کرنا شروع کر دے۔ کچھ نہ کرتے، نہ revenue generate کرتے، وہ سارا جو چودھری پرویزالٰہی صاحب چھوڑ کر گئے تھے Power Development Board جو وہ چھوڑ کر گئے تھے اسی پر کام کر لیتے۔

جناب سپیکر: وہ بھی سائنس دان ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اگر اس پر یہ تھوڑا سا کام کر لیتے تو آج ان کو یہ رونا نہ رونا پڑتا۔ آج بجلی ہائے ہائے نہ کرنی پڑتی۔ اس گورنمنٹ نے آتے ہی جو پہلا کام کیا تھا وہ پچھلی گورنمنٹ کے انہی initiatives کو ختم کرنے کا کیا تھا۔ ٹریفک وارڈن اس کی ایک بہت بڑی مثال ہے لیکن الحمد للہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرے قائد نے ایک ایسا initiative لیا تھا جو پوری مسلم لیگ (ن) نے اپنا پورا زور لگایا مگر اس کو ختم نہیں کر سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! projects وہ ہوتے ہیں جو sustainable ہوں۔ عمران خان نے تنور لگایا تو پوری جماعت تنور لگانے کے لئے اچھل پڑی۔ پھر اپنے تنور خود ہی بند کر دیئے۔ اسی طرح انہوں نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم شروع کی، کہا یہ گیا کہ یہ غریب کا "آشیانہ" ہے، کون سے غریب؟ کیا بحریہ ٹاؤن کا ملک ریاض غریب ہے جس سے 85 کروڑ روپے لئے ہیں اور اس کی مشینیں بھی استعمال کی ہیں۔ بارہ لاکھ روپیہ غریب کا مارا، زمین سرکار کی جو بجٹ میں پیسا رکھا گیا ہے وہ کس کی جیب میں جا رہا ہے؟ وہ کون سے غریب ہیں ان کے نام تو بتائیں جن کی جیب میں یہ سارا پیسا جا رہا ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم بڑی شاندار سکیم اور اگر یہ سکیم اتنی اچھی تھی تو اس کو کیوں بند کر دیا گیا، کس نے آپ کو روکا تھا؟ اسی طرح پیلی ٹیکسی سکیم جو پہلے بھی فلاپ ہوئی اور اس نے اس ملک کو "پیلیا" کی بیماری میں بھی مبتلا کر دیا۔ یہ ملک bankruptcy کی طرف چلا گیا ایک ناکام حکومت، ناکام vision، ناکام پالیسیاں اور ناکام سکیمیں یہ اس حکومت کا طرہ امتیاز ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات کو سنیں۔ مہربانی، بہت ہو چکی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انتقامی وزیر اعلیٰ نے سب سے پہلا کام ہی یہ کیا کہ جو ٹریفک وارڈن سسٹم تھا اس کو بھی انہوں نے انتقام کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر کے مسائل بھی پیدا ہوئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی فرمائیں۔ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

محترمہ سیمل کامران: سندھ ہائی کورٹ کے مطلوب شخص کو صوبے میں پراسیکیوشن سیکرٹری تعینات کر دیا ہے اور یہ دوہائیاں دیتے ہیں میرٹ کی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

محترمہ سیمل کامران: منڈا صاحب! کھڑے ہو کر بات کریں۔ منڈا صاحب کھڑے ہو کر بات کریں۔(قطع کلامیاں)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بھی پیپلز پارٹی کے اتحادی ہیں انہوں نے ملک میں کرپشن کا بازار گرم کیا ہوا ہے ان کی نااہلی کی وجہ سے ملک میں بحران ہے۔ یہ عدالتوں کے قاتل ہیں، ان کے کرتوتوں کی وجہ سے بلوچستان میں یہ حالات ہیں قبائلی علاقوں میں حالات ان کی وجہ سے ہیں۔

جناب سپیکر! میری بہن سے کہیں کہ جب یوریا کھاد پر بات آئے گی تو ان کی جماعت کے جو ایم این ایز اور ایم پی ایز کے نام آئیں گے تو پھر ان کو سننے کے لئے یہ شرم سے اپنا منہ یوں نہ چھپائیں بلکہ حوصلے سے وہ بھی سنیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! Wind up کریں اب کسی اور کو موقع دیں۔ سارا ٹائم آپ کے لئے نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کنٹرول کرنے کے لئے Public Legal Defender Service بڑی important ہے۔ آج بھی غریب انصاف کے لئے دربدر ہے اور عوامی خدمت کے اس منصوبے کو بھی انتقام کی نذر کر دیا گیا ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں کہ آج پنجاب کی عوام پر جو تشدد پولیس کر رہی ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی، آج تھانہ کلچر جس بدحالی کا شکار ہو چکا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ قطعاً یہ نہیں سنا تھا کہ عورتوں کو تھانوں میں بلا کر کیمروں کے سامنے ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ آج پنجاب ٹارگٹ کلنگ میں بھی بڑا بھائی بن چکا ہے۔ ہم مقابلہ کرتے ہیں سندھ سے، ہم مقابلہ کرتے ہیں لیاری سے، پہلے اپنی ناک کے نیچے تو دیکھو کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ پہلے فیصل آباد کا حال تو دیکھو کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ آج چور اور ڈاکو کو influential بننے کا، اس بات کا advantage مل رہا ہے کہ وہ کسی بڑے آدمی کا بھائی ہے، کسی بڑے آدمی کا بہنوئی ہے اور کسی بڑے آدمی کا بیٹا ہے۔ اس طرح انصاف دہلیز پر نہیں ملتا۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: پہلے 18 کروڑ کا حساب دو۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! گزشتہ سال پنجاب میں 267 پولیس مقابلے ہوئے، یہ ریکارڈ بتاتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! بس، بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ کیا سارا دن اور ساری رات آپ کے لئے ہے؟

محترمہ سیمل کامران: میں نے ابھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، بڑی مہربانی۔ہم نے بات سن لی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہم سارا دن لاء اینڈ آرڈر پر بولیں گے۔وزیر اعلیٰ تو چلے گئے ہیں لیکن ہم لاء اینڈ آرڈر پر بولیں گے۔

جناب سپیکر: جو ٹائم دیا ہے اس کے مطابق چلوں گا۔میں آپ کا پابند نہیں ہوں۔پلیز آپ بیٹھ جائیں۔ محترمہ! مجبور نہ کریں اور بیٹھ جائیں۔جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حاجی اللہ رکھا نے "گو گو" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر: مسٹر! میں آپ پر افسوس ہی کر سکتا ہوں۔بڑا افسوس ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پر بہتر سے بہتر روایات قائم کرنے کی بجائے ہم بری روایات کی طرف جا رہے ہیں۔ میں اس میں کسی ایک کو نہیں گردانتا بلکہ اس میں سارا ایوان شامل ہے، تمام لوگ اس میں شامل ہیں اور اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج cut motion کا دن ہے۔آج بھی ہماری کہی ہوئی باتیں جو کہ ایک brute majority ہمیشہ overrule کر دیا کرتی ہے اور آج بھی ہو جائے گا لیکن ہم اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے اس کو couple کر کے جو اس کے ساتھ related ہے جو allied چیزیں ہیں بیان کرتے ہیں اور اس کے لئے ہمارے چند ساتھیوں کو یہاں پر اجازت ہوتی ہے۔آج بھی طے شدہ ہے جو تھوڑے سے لوگ ہیں وہ بات کر لیں گے اس کے بعد cut motions کے ساتھ ساتھ آپ کو apply guillotine کرنے کا اختیار ہے جو کہ کل apply ہو گا۔اس سے پہلے ہم آپ کی ایک شفیق شخصیت اور ادھر کابینہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے یہ توقع رکھیں گے کہ وہ توجہ سے ہماری بات سن لیں گے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے ان کی بات توجہ سے سنی ہو گی یقیناً وہ بھی توجہ سے کیوں نہیں سنیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی، لاء اینڈ آرڈر پر پولیس کو جو رقم دی جا رہی ہے میں اس کی مخالفت کرنے کی وجوہات عرض کرنے لگا ہوں۔پچھلے چار سال سے پولیس کو ایک

خطیر رقم دی جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو deliver نہ کرنے کی وجوہات بہت سی ہیں، ان میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے جو میں پہلے بیان کرتا چلوں کہ پولیس کے دو رخ ہیں۔ پولیس کا ایک وہ رخ ہے جس میں encounter کرتے ہوئے وہ قربان ہو جاتے ہیں، شہید ہوتے ہیں، ان کے بچے یتیم ہوتے ہیں، ان کی بیویاں بیوائیں کہلاتی ہیں اور اپنے گھروں میں تنگدستی کی زندگی گزارتی ہیں۔ ہم ایسے بہادر، نڈر اور دیانتدار پولیس افسروں کو سلام پیش کرتے ہیں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ deliverance نہ ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پولیس under political pressure رہتی ہے۔ پولیس پچھلے چار سال سے ایک tremendous political pressure کے اندر رہی ہے، تبادلوں، ترقیوں اور تنزلیوں کی وجہ سے، کسی شخص کو پتا نہیں ہوتا کہ اگر میں وردی پہن کر یہاں سے نکلا ہوں تو شام کو واپس آؤں گا تو بغیر وردی کے اور کس جگہ میری تعیناتی ہو گی۔ ان میں confidence نہیں رہا ایک proclaimed offender جو دس دس، بیس بیس قتلوں، ڈکیتیوں میں مطلوب ہے اور latest weapon کے ساتھ پھر رہا ہے۔ جب ان کا encounter ہوتا ہے تو سول سوسائٹی درمیان میں آ جاتی ہے۔ اگر یہ ان کو نہیں پکڑتے تو پھر بھی سول سوسائٹی آتی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے وہ روتے ہوؤں اور لٹتے ہوؤں کو دکھاتے ہیں لیکن encounter میں پولیس والا نہ مرے اور ڈکیت مر جائے تو پھر سول سوسائٹی یہ سوال کرتی ہے کہ پولیس والا مرا نہیں تو ڈکیت کیوں مر گیا؟ پولیس کے لئے یہ handicaps ہیں لیکن اس کے باوجود میں انتظامی طور پر کہنا چاہوں گا کہ جو چیز سامنے آتی ہے اور جو ان کے فرائض میں ہے، اچھی پولیس وہ ہوتی ہے جو اپنی تمام handicaps اور اپنی تمام bottlenecks کے ساتھ ساتھ deliver کرے اور ساری دنیا کے اندر رایسا ہے۔ اس کی بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن چونکہ آج cut motions کا دن ہے اور میں نے تھوڑے وقت میں جناب کی توجہ حاصل کر کے اپنی بات کرنی ہے۔ اغواء برائے تاوان کی وارداتوں سے ہر صاحب حیثیت شہری اور ایک average شہری بھی بہت زیادہ پریشان ہے۔ چار سالوں میں صرف لاہور میں 227 افراد کو اغواء کیا گیا، 450 مقدمات درج ہوئے اور اربوں روپیہ تاوان حاصل کیا گیا۔ لوگ تاوان دینے کے بعد جب گھروں کو آتے ہیں تو اس کے بعد وہ بافخر اور ایک بہت محفوظ شہری کے تحفظ کا pride لے کر بقایا زندگی زندہ نہیں رہتے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے بیٹے شہباز تاثیر اور امریکی شہری Warren Weinstein تا حال بازیاب نہیں ہو سکے۔ میں پنجاب پولیس کے 4۔فروری 2012 کے جاری شدہ hand out کے مطابق بات کرتا ہوں کہ پنجاب میں 1650 افراد کو جرائم پیشہ خواتین نے

اغواء کیا، پنجاب میں ہر 18 منٹ کے بعد قتل ہو جاتا ہے، صرف لاہور میں 700 قتل ہوئے۔ اخبار "The Nation" کی 16۔مارچ کی رپورٹ کے مطابق جنرل طارق کے داماد احمد ملک کو300 ملین تاوان دے کر رہا کرایا گیا۔جب ایک شہری اپنا تمام lock stock and barrel بیچ کر اپنے پیاروں کو واپس لانا چاہے گا تو پھر ہم اتنی بڑی رقم اس پولیس کو کیوں دیتے ہیں؟ میں یہ ایک وجہ بیان کرتا ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس چیز کے لئے کسی بھی محکمے یا کسی فورس کو رقم دی جاتی ہے تو اسے justify کرنے کے لئے کم از کم وہ اور اس کی ایڈمنسٹریشن اس کے لئے تیار ہوتے ہیں اور وہ negative statement deliver کرنے سے اجتناب کرتے ہیں لیکن مجھے بہت افسوس سے اس cut motion کی support کے لئے کہنا پڑتا ہے یہ حکومت پنجاب کا ایک مراسلہ ہے جو وفاقی حکومت کو گیا ہے کہ ہمیں جیلوں کی حفاظت کے لئے رینجرز دی جائے۔حالت یہ ہے کہ پنجاب نے اپنی جیلوں کے تحفظ سے ہاتھ کھڑے کر دیئے اور رینجرز کو دینا چاہتے ہیں اگر رینجرز نے آکر جیلوں کو تحفظ دینا ہے تو پھر پولیس نے عام آدمی کو کیا تحفظ دینا ہے؟ جیل ایک بلڈنگ ہوتی ہے وہ enclave ایک enclave under wall جگہ ہوتی ہے اس کے بڑے بڑے دروازے ہوتے ہیں وہ اندر سے fire encounter کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہوم ڈیپارٹمنٹ نے صوبہ کی سات جیلوں اڈیالہ جیل راولپنڈی، سنٹرل جیل لاہور، ملتان، ساہیوال، میانوالی اور بہاولپور کی جیل کی حفاظت کے لئے رینجرز طلب کی ہے۔جب پولیس کو عوام کی حفاظت کے ساتھ ساتھ شہروں کی علاقائی یا جغرافیائی حدود کے تحفظ کے لئے سب پیسا دیا جاتا ہے تو پھر بیچ میں رینجرز سے partially مانگنا ،کیا ہم ناکام ہو چکے ہیں؟ کیا ہم ایک failed province اور ایک failed federating unit کے طور پر سامنے آرہے ہیں؟ نہیں۔ ایسا بالکل نہیں ہے اور ایسا بالکل ہونا نہیں چاہئے۔یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ جب ہم اپنے لئے اور معیار مقرر کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے اور معیار مقرر کرتے ہیں۔میں یہ عرض کرتا چلوں کہ چار سالوں میں تو کوئی ایسا ادارہ نہیں بنایا جا سکا جو سو فیصدی deliver کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

جناب والا! ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ایک رپورٹ جو کہ روزنامہ "جنگ" میں 17۔مئی کو جاری ہوئی تھی کے مطابق پنجاب میں صرف مئی کے مہینے میں دو ہزار مظاہرے ہوئے جن میں 442 ریلیاں، 339 سڑکیں بند کی گئیں، 329 ہڑتالیں، مزدور اور پیشہ وارانہ کمیونٹی کی طرف سے 313 مظاہرے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ گورنمنٹ ملازمین کی جانب سے 560، طالب علموں کی طرف سے

70اور جنرل پبلک کی طرف سے 812 مظاہرے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے بھی بات ہو رہی تھی کہ یہ سب مظاہرے اصل میں discrimination کی وجہ سے ہوتے ہیں۔یہاں پر وزیر اعلیٰ نے بجا فرمایا ہے کہ لوگوں کے disgruntle اور Heart burning ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں۔انہوں نے وجوہات بیان کی ہیں لیکن وہ چند وجوہات بیان کرنے سے قاصر رہے ہیں کیونکہ میرا خیال ہے کہ شاید ان کی تقریر لمبی ہو گئی تھی۔Heart burning ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انصاف کے حوالے سے عام آدمی اور بڑے لوگوں کے درمیان ایک تفاوت پایا جاتا ہے۔چودھری مونس الٰہی نو ماہ جیل کے اندر رہ کر اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے عدالت کے سامنے پیش ہوتا ہے جبکہ ارسلان چودھری کے لئے دوسرا معیار ہے۔جب سوالات اٹھتے ہیں تو پھر clean ہونے کے لئے آنا پڑتا ہے۔دو، تین یا چار بڑے لوگوں میں سے ایک تو اپنے آپ کو اس طرح present کرتا ہے کہ پولیس اس کے گھر کے باہر کھڑی رہتی ہے اور اس کی ہر چیز کو thrash out کرتی ہے۔میں یہاں یہ کہتا چلوں کہ اداروں کے ساتھ کسی شہری کو منسلک نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہر شہری کا اپنا فعل ہوتا ہے۔ہم عدلیہ کا بے حد احترام کرتے ہیں،ایک ادارے کے طور پر ہر جج کا احترام کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ سوالات اٹھتے ہیں کہ چند سال پہلے اگر ایک شخص ملازمت کا متلاشی تھا تو آج کس طرح اتنا امیر ہو گیا؟میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوگ اپنے آپ کو انصاف کے لئے پیش کریں تو یہ پولیس کے لئے بہتر ہو گا لیکن پولیس بھی ہمت کرے اور تمام لوگوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے۔

جناب سپیکر!آج کل ڈاکوؤں کے تربیت یافتہ مسلح گروہ کئی کئی گھنٹے موقع واردات پر پورے اطمینان سے موجود رہتے ہیں۔ایک چوری اور ایک ڈکیتی ہوتی ہے لیکن اس وقت پنجاب کے اندر گھروں کے اُوپر حملے ہو رہے ہیں۔گیارہ گیارہ، بارہ بارہ، تیس تیس لوگ آدھی رات کو جاتے ہیں، باہر اپنی گاڑیاں کھڑی کرتے ہیں، دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور دروازہ نہ کھلنے پر پھلانگ کر نہیں بلکہ دروازہ توڑ کر اندر جاتے ہیں، وہاں لوگوں کو باندھ دیتے ہیں اور سب کچھ لوٹ کر لے جاتے ہیں۔پچھلے دنوں ہمارے چیمبر آف کامرس کے شفیق بھولا کے ساتھ جو کچھ ہوا وزیر قانون کو اس کے بارے میں سب معلوم ہے۔الحمدللہ یہ لوگ کسی اور واردات میں پکڑے گئے ہیں۔بعض وجوہات کی بناء پر پولیس perform کرنے سے قاصر ہے۔میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پولیس law and order کی situation deliver کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔حکومت بھی اس سے آگاہ ہے کیونکہ وہ اپنی جیلوں کی حفاظت کے لئے رینجرز مانگ رہی ہے۔جس طرح پہلے حکومت اپنے گھوسٹ سکولوں کو ڈھونڈنے

کے لئے فوج مانگا کرتی تھی اب یہ گھوسٹ تنوروں کو ڈھونڈنے کے لئے فوج یا رینجرز مانگے گی۔ پولیس کی زیادہ تر نفری کی VIPs کے اوپر ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں جس پر بہت سی باتیں ہوتی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی VIP اپنی سکیورٹی کے لئے پولیس چاہتا ہے تو اسے دیں لیکن اس کے equivalent دوسری فورس رکھی جائے اور جتنی سکیورٹی اس کو دی جاتی ہے اس کی تنخواہ اس VIP سے لی جائے۔ اس سارے سٹاف کی تنخواہ اس سے لی جائے تاکہ عوام کے تحفظ کے لئے جو نفری مختص ہے اس میں سے نکال کر پولیس کے لوگ اس VIP ڈیوٹی کے لئے نہ لگائے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جب تک پولیس اپنی صفوں کو درست نہیں کرتی، حکمران ان کو کوئی صحیح مشورہ نہیں دیتے، حکمران ان کے لئے کوئی better management نہیں دیتے تو پولیس یکسوئی کے ساتھ عوام کو تحفظ نہیں دے سکتی۔ لہذا میں یہ کہوں گا کہ جب تک یہ اقدامات نہیں اٹھائے جاتے اس وقت تک پولیس کو یہ رقم نہ دی جائے اس لئے میں اس کٹوتی کی تحریک کی حمایت کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: ہمارے پاس وقت بہت کم ہے لہذا اب چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کو موقع دیتے ہیں اور اس کے بعد پھر رانا صاحب اس کا جواب دیں گے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ

کیوں نہ خطرے میں ہو ہر قافلہ احرار کا
راہزن وہی ٹھہرے جو راہبر منزل کے ہیں

جناب سپیکر! ابھی چودھری ظہیر الدین صاحب نے فرمایا کہ ہر بجٹ میں ہم پولیس کی ترقی، فلاح و بہبود کے لئے funds رکھتے ہیں۔ میں نے بجٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ کچھ ایسے issues ہیں کہ جو ملک و قوم کے ساتھ related ہیں اور جن کے لئے بہت زیادہ رقم چاہئے تھی لیکن اس کے لئے بہت کم رقم رکھی گئی جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ ہو۔ موجودہ حکومت نے پولیس کے لئے بہت زیادہ رقم مختص کی ہے جبکہ عوام نے پولیس سے جو توقعات وابستہ کی ہوئی ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں۔ آج تھانے بکے ہوئے ہیں، ایس ایچ او اور ڈی پی او سفارش پر تعینات ہوتے ہیں۔ پولیس کو حکومتی پارٹی ایک سرکاری ڈنڈے کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ یہ ڈنڈا نہ صرف عوام بلکہ عوامی نمائندوں کے خلاف بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس وقت صوبے میں چوری، ڈکیتی، جواء اور شراب عام ہے۔ آپ پچھلے دنوں کے حالات دیکھ لیں کہ مسئلہ تو بجلی کا ہے لیکن پولیس کی سربراہی میں ریل گاڑیاں لوٹی اور جلائی جارہی ہیں۔ گاڑیوں کو جلایا جارہا ہے لیکن پولیس منہ دیکھ رہی ہے۔ اگر پولیس اس کی روک تھام نہیں کر سکتی تو

پھر ہم ان کو کس لئے اتنے زیادہ funds دیتے ہیں؟ ہم اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر ان کے لئے funds مہیا کرتے ہیں تاکہ یہ ملک و قوم اور عوام کی حفاظت کریں۔آج پنجاب کی عوام بالکل بے بس ہو چکی ہے۔ٹرینوں اور گاڑیوں کو لوٹا جا رہا ہے۔میں پرسوں جب سیالکوٹ سے لاہور آ رہا تھا تو مرید کے اور کاموںکے کے درمیان عوام کا ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔وہاں پر ایک فروٹ کا ٹرک آیا تو ان لوگوں نے اس کو لوٹ لیا۔لوگ گاڑیوں کے شیشے توڑ رہے تھے جبکہ پولیس وہاں پر خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھی۔ ساہیوال کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ جن پولیس افسران نے وکلاء پر حملہ کیا، جب ان کو گرفتار کیا گیا، ان کو سزا ہوئی تو وہ سزا کے دوران رات کو اپنے گھر میں سوتے تھے۔وہاں پر دوبارہ raid کر کے ان کو برآمد کیا گیا اور جیل میں بھیجا گیا۔جب ہم عوام کی بات کرتے ہیں تو کوئی ایس ایچ او سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ہمارے ساتھ بدتمیزی کی جاتی ہے۔کبھی ہم سنا کرتے تھے کہ ایم پی اے اور ایم این اے کی عزت ہوتی ہے جبکہ آج ایم پی اے یا ایم این اے کو تھانے میں دیکھ کر ایس ایچ او سیخ پا ہو جاتا ہے۔ڈی پی او ہماری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہے، ڈی آئی جی سننے کے لئے تیار نہیں ہے اور آئی جی صاحب ہمیں ملنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔وجہ کیا ہے؟ یہ صرف اور صرف حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔پچھلے دور میں عوامی نمائندوں کے ساتھ جو کہ عوام کے ووٹ لے کر آتے ہیں کبھی ایسا سلوک روا نہیں رکھا گیا۔آج یہ پولیس ملازمین جن کو ہم ٹیکس اور مالیہ دے کر funds مہیا کرتے ہیں عوامی نمائندوں کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! ان حالات کے پیش نظر میں کہوں گا کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے جس کی وجہ سے آج پولیس اس ملک اور عوام پر مسلط ہے۔پولیس عوام کی خدمت کرنے کی بجائے زیادتی کر رہی ہے۔صوبہ پنجاب میں حالات اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ ہمیں اپنی جیلوں کی حفاظت کے لئے رینجرز کو مانگنا پڑا ہے جو کہ پولیس کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اس سے حکومت پنجاب کی ناکامی بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری پولیس جیلوں اور تھانوں کی حفاظت کرنے کے قابل نہیں ہے، ان کی ٹریننگ نہیں ہے، انہیں اچھے طریقے سے guide نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے آج پورا پنجاب جل رہا ہے اور پریشانی میں مبتلا ہے۔اغواء، ڈکیتی، چوری رُکنے کو نہیں اور کوئی بندہ پوچھنے والا نہیں ہے۔یہاں پر جو بحث ہوتی ہے خدارا خدارا اس پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کریں اور ہماری باتوں کو حکام بالا تک پہنچائیں اور وہ کہیں کہ عوام کے ساتھ ساتھ اب نمائندے بھی اتنے سستے ہو گئے ہیں کہ ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔بیوروکریسی اور سیاسی دباؤ کے یہ حالات ہیں کہ عوامی نمائندے غیر محفوظ ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو کنٹرول کیا جائے اور متعلقہ پولیس افسران پر عوامی نمائندوں کو بٹھایا جائے تاکہ کچھ coordination ہو۔ ہم اپنے صوبہ پنجاب کے متعلق اُن سے کوئی چیز share کر سکیں تاکہ ہمارا صوبہ ترقی کرے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال آپ کے، میرے اور پورے پنجاب کے سامنے ہے۔ بہت ہی اچھا ہوتا کہ چیف منسٹر صاحب یہاں پر آئے تھے وہ بھی لاء اینڈ آرڈر کے اوپر کوئی بات کرتے لیکن وہ صرف بجلی کا رونا رو کر یہاں سے فرار ہو گئے بلکہ بھاگ گئے۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے سال پولیس کے لئے 52۔ارب 11کروڑ 67لاکھ اور 85ہزار روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ اس سال پولیس کے لئے 61۔ارب 50کروڑ 88لاکھ اور 5ہزار روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ یہ 9۔ارب 39کروڑ اور 20لاکھ روپیہ کا کس لئے اضافہ کیا گیا ہے؟ پولیس کے لئے اتنا پیسا مختص کیا جا رہا ہے لیکن پولیس تو شہباز شریف کی حفاظت کر رہی ہے، پولیس عام عوام کی حفاظت نہیں کر رہی، پولیس عوام کو تو مار رہی ہے۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ میری بہنیں یا میرے بھائی مجھے بُرا بھلا کہیں۔ میں تو لاء اینڈ آرڈر پر بات کروں گی، میں تو عوام کے خون کی بات کروں گی اور پنجاب میں جو خون بہہ رہا ہے میں اُس کی بات کروں گی۔

جناب سپیکر: نہ کریں ایسے، جانے دیں۔ پھر آپ میں اور ان میں فرق کیا ہو گا؟ .Order please جی، محترمہ! Order please

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حکومت کی عین ناک کے نیچے تختِ لاہور میں چار سے پانچ قتل روزانہ ہو رہے ہیں [*******] اتنی ہلاکتوں کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر: قاتل کے حوالہ سے جو بات ہوئی ہے میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حکومت پنجاب اپنے من پسند لوگوں کو نواز رہی ہے۔ پنجاب میں من پسند لوگوں کی بھرتیاں کی جا رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب بلڈ پریشر کے مریض بن چکے ہیں کیونکہ وہ کام کی بات نہیں سنتے۔ پنجاب کے حالات جو بگڑ چکے ہیں اُس کے ذمہ دار پنجاب حکومت کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب ہیں، اُن کی وجہ سے عوام رو رہی ہے، عوام سڑکوں پر ہے، عوام قتل ہو رہی ہے، عوام مر رہی ہے اس لئے اُن کے خلاف 302 کا پرچہ کٹنا چاہئے۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! 60 فیصد سٹریٹ کرائم کی ایف آئی آر درج نہیں ہوتیں۔ اگر 12 منٹ کے اندر ریسکیو 1122 آ سکتی ہے تو پنجاب پولیس جائے وقوعہ پر کیوں نہیں پہنچتی؟ ریسکیو 1122 چودھری پرویز الٰہی صاحب کا منصوبہ کامیاب ہوا لیکن ان کی 15 جائے واردات پر نہیں پہنچتی۔ پنجاب میں جنوری سے لے کر مئی تک پانچ مہینے میں ڈکیتی، چوری، راہزنی، اغواء برائے تاوان اور خواتین کے ساتھ جرائم کی ایک لاکھ 95 ہزار وارداتیں ہوئیں۔ رانا ثناء اللہ آج تک اشتہاریوں کو نہیں پکڑ سکا اور انہیں پولیس مقابلہ کے لئے تیار کیا ہے۔ پولیس مقابلہ کرانا میاں شہباز شریف اور رانا ثناء اللہ کا مشغلہ ہے۔ یہ پولیس مقابلہ کرا کر لوگوں کو مروا دیتے ہیں یہ اس لئے ظالم حکمران ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اسمبلی میں ایک سوال put کیا تھا کہ صوبہ پنجاب میں کتنے اشتہاری ہیں جس کا جواب آیا کہ دو لاکھ اشتہاری ہیں۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ لاء منسٹر دو لاکھ لوگوں کو نہیں پکڑ سکا۔ یہ حکومت خود ڈاکے ڈلوا رہی ہے، یہ حکومت خود چوریاں کروا رہی ہے، یہ خود قتل کروا رہی ہے اس لئے یہ قاتل حکومت ہے۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! جب صوبہ کا چیف ایگزیکٹو خود احتجاج کراتا ہے، خود کہتا ہے کہ مار پیٹ کراؤ، ڈنڈے اور پتھر مارو تو کیا چیف ایگزیکٹو کا یہی کام ہے؟ چیف ایگزیکٹو ایسا نہیں ہوتا بلکہ چیف ایگزیکٹو چودھری پرویز الٰہی جیسا ہوتا ہے جس نے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کنٹرول میں رکھی ہوئی تھی اور ان لوگوں نے لاء اینڈ آرڈر کی دھجیاں اُڑا دی ہیں۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! آج میرے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بولنے کی وجہ سے حکومتی ممبران اپوزیشن کا رول ادا کر رہے ہیں کیونکہ میں عوام کی بات کر رہی ہوں اور عوام کے ساتھ ہونے والے ڈاکے اور چوریوں کی بات کر رہی ہوں۔ یہ واحد حکومت ہے جو خود احتجاج کر رہی ہے۔ یہ تو ایک دھیلے کے روادار نہیں ہیں تو یہ عوام کے لئے لاء اینڈ آرڈر کی صوتحال کیسے ٹھیک کریں گے؟ اس وزیر اعلیٰ کو استعفیٰ دے دینا چاہئے، ان کے خلاف 302 کا پرچہ کٹنا چاہئے کیونکہ یہ حکومت ہماری عوام کو قتل کر رہی

ہے۔یہ حکومت قاتل ہے، یہ قاتل ہے، یہ قاتل ہے۔ میں نے آپ کو جو details بتائی ہیں یہ اوریا مقبول جان کے اخبار کی سروے رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ 93 ہزار ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔ ان ڈکیتیوں کی ذمہ دار پنجاب حکومت ہے کیونکہ یہ ڈاکے پنجاب حکومت ڈلوارہی ہے۔(شوروغُل)

جناب سپیکر! میں نے یہ چیزیں آپ کے نوٹس میں لانی تھیں۔اب میں کورم point out کرتی ہوں، کورم پورا کروایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی ضرورت نہیں ہے۔اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 20۔جون 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔